تراجم علمائے اہلحدیث

میوات

www.KitaboSunnat.com

مؤلفہ

حکیم محمد اسرائیل سلفی ندوی

شائع کردہ

جمعیت اہلحدیث ہریانہ

برانچ آفس جھانڈہ ڈاکخانہ کوٹ (وایا ہتھین) ضلع فرید آباد ہریانہ ۱۲۱۱۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	تراجم علمائے اہلحدیث میوات
نام مصنف	حکیم محمد اسرائیل سلفی ندوی
تعداد	۱۰۰۰
سن طباعت	۱۹۹۳ء
کاتب	عبدالرحمٰن بستوی
طابع	
مطبع	
ناشر	جمعیت اہل حدیث ہریانہ

ملنے کا پتہ

جمعیت اہل حدیث ہریانہ

برانچ آفس جھانڈہ ڈاکخانہ کوٹ (ہتھین) ضلع فرید آباد ہریانہ ۱۲۱۱۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست اصحاب تراجم

مولانا ابوالحسن افغانی بھونری رح	متوفی ۱۹۳۲ء	۱۹
حاجی عبداللہ کانکر کھیڑہ رح		۲۵
مولانا عبداللہ سیکری رح		۳۰
مولانا حسن خاں لاڈمکاوی رح		۳۱
میانجی کریم اللہ خاں گوہانوی رح	متوفی 1915ء	۳۶
مولانا عبداللہ ساکرسوی رح	متوفی ۹ رمضان المبارک سنہ 1236ھ	۴۲
حافظ عبدالرحمن لاڈمکاوی رح		۴۵
مولانا حکیم عبدالشکور رح	متوفی ۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ	۴۸
مولانا نور محمد بھوپالی رح	متوفی ۱۹۲۴ء	۱۱۰
مولانا عبدالجبار شکراوی رح	متوفی ۹ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۶ھ	۱۱۲
مولانا محمد داؤد راز رح	" ۳ صفر سنہ ۱۴۰۲ھ	۱۳۷
مولانا عبیداللہ ٹونکی رح		۱۶۷
مولانا عبدالرزاق رہپوہ رح	متوفی ۲۶ جون سنہ ۱۹۷۳ء	۱۶۸
مولانا عبدالحمید جلالی رح		۱۷۲
مولانا عبداللہ جھانڈوی	متوفی سنہ ۱۹۶۰ء	۱۷۴
مولانا عبدالقدوس	" ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۹۸ھ	۱۷۵
مولانا عبدالرحمن ندوی	" ۹ " سنہ ۱۴۱۳ھ	۱۸۳
مولانا محمد عیسیٰ شکراوی	" ۲۷ فروری سنہ ۱۹۵۱ء	۲۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

موجودین:	
مولوی محمد اسماعیل سعیدی	۱۸۸
" مہتاب الدین	۱۹۰
" محمد اسماعیل لاڈمکاوی	۱۹۱
" محمد دیندار خاں محمدی	۱۹۲
" حکیم محمد اسرائیل ندوی	۱۹۳
" سردار خاں	۱۹۹
" محمد الیاس	۲۰۰
" محمد ابراہیم ساکرس	۲۰۲
" اشیرالدین	۲۰۴
" حافظ عبدالسلام	۲۰۵
" ڈاکٹر محمد عیسیٰ خاں انیس	۲۰۶

www.KitaboSunnat.com

حاشیہ کے تراجم

مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ	متوفی ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ	۳۱
〃 وحید الزماں	〃 ۲۵ شعبان ۱۳۳۸ھ	۵۱
شیخ حافظ حمید اللہ دہلوی	〃 ۱۷ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ	۵۶
مولانا ثناء اللہ امرتسری	〃 ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ	۶۴
مولانا ابو القاسم سیف بنارسی	〃 ۴ صفر ۱۳۶۹ھ	۶۶
مولانا عبد التواب علیگڑھی		۶۶
مولانا محمد سورتی	〃 ۱۵ رجب ۱۳۶۱ھ	۶۷
مولانا محمد جوناگڑھی	〃 یکم صفر ۱۳۶۰ھ	۶۸
علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری	〃 ۸ محرم ۱۳۴۹ھ	۶۹
مولانا محمد عثمان فارقلیط	〃 ۱۲ مئی ۱۹۷۶ء	۹۳
〃 تقریظ احمد سہسوانی	〃 ۷ شعبان ۱۳۹۱ھ	۹۵
〃 عبد الحکیم جیوری	〃 ۱۳ صفر ۱۳۹۲ھ	۱۱۲
〃 عبد الجبار کھنڈیلوی	〃 ۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ	۱۱۳
〃 عبد الوہاب صدری	〃 ۸ رجب ۱۳۵۱ھ	۱۱۴
〃 احمد اللہ پرتاپگڑھی	〃 ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء	۱۱۵
〃 شرف الدین محدث دہلوی	〃 ۷ صفر ۱۳۸۱ھ	۱۴۰
〃 عبید اللہ رحمانی		۱۵۶
〃 نذیر احمد رحمانی	متوفی ۲۸ محرم ۱۳۸۵ھ	۱۵۷
〃 عبد السلام بستوی	〃 یکم محرم ۱۳۹۳ھ	۲۰۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذی اصطفیٰ!

۱۳۷۹ھ میں مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ سے میں نے مجاہدین میوات اور علماء میوات پر لکھوانے کی درخواست کی جسے آپ نے منظور فرمایا۔ مگر یہ سلسلہ پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ سکا اور ادھورا رہ گیا۔ جتنا لکھا جا سکا وہ تبرکاً مجاہدینِ میوات کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ کی تکمیل کی غرض سے بابِ دوم (مرحومین) بابِ سوم (موجودین) کا اضافہ کیا گیا ہے۔

علاقہ میوات

میوات کا علاقہ دہلی کے جنوب میں اور آگرہ سے مغرب کے رُخ پر واقع ہے یہ علاقہ سوا سو مربع میل کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے۔ جس میں دو ڈھائی ہزار دیہات میو مسلمانوں کے آباد ہیں۔ جس کا ایک حصہ اگر راجستھان میں جا گھستا ہے تو اس کی شمالی حد صوبہ دہلی سے چھو جاتی ہے اور مشرق میں برج کے دیس سے مل جاتی ہے۔ جو ہریانہ میں ضلع گوڑگانوہ، فریدآباد اور راجستھان میں ضلع الور و بھرتپور۔ اترپردیش میں ضلع متھرا پر مشتمل ہے۔

میو قوم

میو یا میواتی قوم ایک بہت قدیم چھتری راجپوت قوم کا نام ہے، جو شجاعت و بہادری میں اپنی تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قوم میں اسلام محمود غزنوی کے عہد میں سید سالار مسعود غازی کی کوششوں سے شروع ہوا، پھر شہاب الدین غوری، قطب الدین ایبک، فیروز شاہ تغلق یہاں تک کہ ظہیر الدین بابر کے عہد تک پوری قوم اسلام کے آغوش میں آ چکی تھی۔

اس قوم کی قدیم تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ان کے حسبی و نسبی تعلقات دہلی اور قنوج و اجمیر و تہن گڈھ وغیرہ کے چھتری راجپوت راجاؤں سے ملتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو اس وقت چونسٹھ ۶۴ چھوٹے اور بڑے خانوادوں پر مشتمل ہیں۔ اس علاقے میں پرانی روایات کے مطابق اس قوم کے چھبیس سو چھیاسٹھ ۲۶۶۶ گاؤں آباد تھے، اور یہ سب مختلف ازمنہ و امکنہ میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ مگر آج یہ گھٹتے گھٹتے ہزار بارہ سو گاؤں کی آبادی پر مشتمل ہیں۔ اور وسطی ہند میں سب سے بڑی اسلامی آبادی خیال کی جاتی ہے۔ یہ قوم ہندی الاصل ہے۔ اس لئے ایک صدی قبل ان کا اسلام کچا خیال کیا جاتا تھا، مگر تقریبًا پونے دو صدی سے یہاں اسلام کو تقویت ہوئی۔

تحریک اہلحدیث

علاقہ میوات میں تحریک اہلحدیث کو چلانے والے وہ میواتی مجاہدینِ اسلام تھے جن کا تعلق براہِ راست خاندان ولی اللٰہی سے تھا۔ عہدِ شاہجہانی اور عالمگیری میں میوات کے کئی گورنر مسلمان مقرر ہوتے۔ شہنشاہ عالمگیر کے بعد بھی مسلمان حاکموں کا آنا اور میوات کے قصبوں اور شہروں میں مسجدوں کا تعمیر کرانا تاریخ سے ثابت ہے۔ لودھی بادشاہوں نے بھی علاقہ میں مسجدیں تعمیر کرائی ہیں۔ پھر عہد ولی اللٰہی سے خاندان ولی اللٰہی کے تلامذہ بڑی کثرت سے یہاں آتے رہے۔ مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطبہ استقبالیہ میں لکھتے ہیں:

اس علاقے (میوات) میں تجدید دین و احیائے ملت کی ابتدا کرنے والے علمائے اہلحدیث ہی تھے۔ خاندان ولی اللٰہی کے فیض یافتہ علماء اس علاقے میں تبلیغ کے لئے آئے تو یہاں توحید و سنت اور صوم وصلوٰۃ کا چرچہ ہوا، بالخصوص مولانا حیدر علی صاحب رامپوری اور مولانا سید محبوب علی صاحب دہلوی کے تبلیغی کارنامے قابلِ ذکر ہیں، آخر الذکر بزرگ مہرولی قلب سے بیل گاڑی پر علاقہ میوات تشریف لاتے اور گاؤں در گاؤں اہلِ دیہ کو جمع کرکے توحید و سنت اور نماز روزہ کی ترغیب اور دیگر احکام اسلامی پر بہترین وعظ فرماکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل دُیہ کو محفوظ فرماتے۔

اسی راستے سے نواب وزیر الدولہ ٹونک کا وہ قافلہ بھی گذرا ہے۔ جو حضرت سید احمد بریلوی اور مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی امداد کے لئے پنجاب کو گیا تھا۔ جس میں ہمارے بہت سے میو بھائی بھی شریک ہو گئے تھے۔ جن میں سے بعض شہید ہو گئے اور بعض واپس آ گئے۔ انہوں نے واپس آکر تحریک اہلحدیث کو پروان چڑھانے کے لئے بڑی کوششیں کیں، چھ سات مواضعات میں تحریک اہلحدیث کو بڑی کامیابی ہوئی۔ اس وقت سے یہاں پر متواتر اہلحدیث چلے آ رہے ہیں۔ خصوصاً ساکرس، جلالپور، شکراوہ، گوہانہ، بُجارا کا وغیرہ میں اسی وقت سے اہلحدیث کا وجود پایا جاتا ہے۔

میوات میں تحریک اہلحدیث کو فروغ دینے کے سلسلے میں سب سے پہلے حاجی عبد اللہ ساکن کا بکر کھیڑہ واقع ریاست الور کا اسم گرامی آتا ہے۔ یہی بزرگ ہیں جنہوں نے تحریک اہلحدیث کا میوات میں بیج بویا اور موحدین کی ایک جماعت تیار کر دینے میں کامیابی حاصل کی۔ حاجی عبد اللہ کے بنائے ہوئے موحدین میں میانجی الف خاں شکراویؒ اور حاجی احمد خاں رہپویؒ، حاجی نتھو خاں جلالپوریؒ اور میانجی فوج خاں بہشتی گوہانوی اور حاجی سمیع اللہ خاں ساکرسوی اور حافظ حسن خاں لاڈمکاوی اور قاضی رحیم الدین صاحب ساکن پہاڑی واقع ریاست بھرتپور اور شہزاد خاں و محمد خاں بُجاروی صاحبان کے اسمائے گرامی بہت شہرت رکھتے ہیں۔

حاجی عبد اللہؒ نے جنگ بالاکوٹ سے واپس آنے کے بعد تیس ۳۰ سال تک میوات کے موحدین کے تعلقات مجاہدین سرحد سے قائم رکھے۔ اسی سلسلے میں یہ بات بھی بتا دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ مجاہدین سرحد (یعنی حضرت سید احمد بریلویؒ اور مولانا اسماعیل شہید کی وہ بقیہ جماعت جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل دیہ کو محظوظ فرماتے۔

اسی راستے سے نواب وزیر الدولہ ٹونک کا وہ قافلہ بھی گذرا ہے۔ جو حضرت سید احمد بریلوی اور مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی امداد کے لئے پنجاب کو گیا تھا۔ جس میں ہمارے بہت سے میو بھائی بھی شریک ہو گئے تھے۔ جن میں سے بعض شہید ہو گئے اور بعض واپس آ گئے۔ انہوں نے واپس آ کر تحریک اہلحدیث کو پروان چڑھانے کے لئے بڑی کوششیں کیں، چھ سات مواضعات میں تحریک اہلحدیث کو بڑی کامیابی ہوئی۔ اس وقت سے یہاں پر متواتر اہلحدیث چلے آ رہے ہیں۔ خصوصًا ساکرس، جلالپور، شکراوہ، گوہانہ، بُنجارا کا وغیرہ میں اسی وقت سے اہلحدیث کا وجود پایا جاتا ہے۔

میوات میں تحریک اہلحدیث کو فروغ دینے کے سلسلے میں سب سے پہلے حاجی عبداللہ ساکن کانکر کھیڑہ واقع ریاست الور کا اسم گرامی آتا ہے۔ یہی بزرگ ہیں جنہوں نے تحریک اہلحدیث کا میوات میں بیج بویا اور موحدین کی ایک جماعت تیار کر دینے میں کامیابی حاصل کی۔ حاجی عبداللہ کے بنائے ہوئے موحدین میں میانجی الف خاں شکراوی رحؒ اور حاجی احمد خاں رہپوی رحؒ، حاجی نتھو خاں جلالپوری رحؒ اور میانجی فوج خاں بہشتی گوہانوی اور حاجی سمیع اللہ خاں ساکرسوی اور حافظ حسن خاں لاڈمکاوی اور قاضی رحیم الدین صاحب ساکن پہاڑی واقع ریاست بھرتپور اور شہزاد خاں و محمد خاں بنجاروی صاحبان کے اسمائے گرامی بہت شہرت رکھتے ہیں۔

حاجی عبداللہ رحؒ نے جنگ بالاکوٹ سے واپس آنے کے بعد تیس ۳۰ سال تک میوات کے موحدین کے تعلقات مجاہدین سرحد سے قائم رکھے۔ اسی سلسلے میں یہ بات بھی بتا دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ مجاہدین سرحد (یعنی حضرت سید احمد بریلوی رحؒ اور مولانا اسماعیل شہید کی وہ بقیہ جماعت جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادیٔ ملک و وطن کے لئے انگریز سے جنگ کر رہی تھی) کی طرف سے جو نمائندے سرحدی مجاہدین کی امداد کے لئے آیا کرتے تھے وہ علاقہ میوات میں بھی گشت کیا کرتے تھے۔ اور یہاں سے مختلف مدات کی جمع کردہ رقومات مجاہدین کو پہنچایا کرتے تھے۔ ان نمائندوں سے بھی جماعت موحدین کو بڑی تقویت پہنچتی رہتی تھی۔ چودھویں صدی ہجری کے اوائل سے جب پرانے موحدین کی جماعت ایک ایک کر کے رخصت ہوتی چلی گئی تو تحریک اہلحدیث کو بھی دھکا لگا۔ اور یہاں کے اہلحدیثوں کی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں۔

بڑی ناسپاسی اور ناشکری ہو گی اگر ہم اس سلسلے میں حضرت مولانا شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہ کریں گے۔ آپ کی عالمگیر شہرت نے میوات کے مختصر اہلحدیثوں کو اپنے حلقۂ تدریس و تعلیم و تربیت کے لئے کھینچ لیا۔ میوات میں اس وقت علماء کا قحط تھا۔ حضرت شیخ الکل کی شہرت سُن کر یہ موحدین میاں صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔ اور وہاں سے مذہب اہلحدیث کا رنگ لے کر لوٹتے تھے۔

حضرت شیخ الکل میاں صاحب کی وفات کے بعد مردے از غیب ظاہر ہوتا ہے جن کا نام نامی اور اسمِ گرامی حاتمِ زماں شیخ حافظ حمید اللہ مرحوم ہے۔ جن کی جود و سخا اور احیائے دین و اقامت سنت نبویہ کا چرچا صدیوں رہے گا بناوٹی بات نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت علاقہ میوات میں تحریک اہلحدیث کو جو فروغ ہوا ہے۔ اور جو کچھ جماعت اہلحدیث نے ترقی کی ہے وہ سب حافظ حمید اللہ رح کی نیک اور مخلصانہ کوششوں کا پھل ہے۔ خدائے تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے، جنہوں نے اس علاقے میں اپنے قابل قدر مبلغین بھیجے۔ اہلحدیث مواضعات میں مکاتب کھلوائے مساجد اللہ تعمیر کرائیں۔ کنویں بنوائے۔ اور پھر اپنی آخری زندگی میں اپنے ذاتی اخراجات سے ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کرا گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کو آج مدرسہ دار العلوم شکراوہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(اخبار اہلحدیث دہلی ج ۳ نمبر۲ و ۳ ص ۱۹ و ۲۰ فروری، مارچ ۱۹۵۳ء)

تنبیہ، مولانا سید محبوب علی دہلوی اور مولانا حمید علی رامپوری کا ذکر خیر میوات میں تبلیغ کے سلسلے میں بار بار آتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ محبوب علی دہلوی اور مولانا کرامت علی جونپوری وغیرہ وہ حضرات ہیں جو شہیدین سے اختلاف کر کے جماعت مجاہدین سے نہ صرف علیحدہ ہوئے بلکہ[1] تحریک جہاد کے خلاف ایک محاذ کھول لیا۔ اور تحریک کو اتنا زبردست نقصان پہونچایا کہ اتنا کسی سکھ یا دُرّانی سے نہ پہنچا۔ گاؤں در گاؤں گھومتے پھرتے۔ اور تبلیغ کرتے اور تحریک جہاد سے روکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میواتی مجاہدین میدان کارزار میں بہت تھوڑے نظر آتے ہیں۔ ان کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں شاہ شہید کے اثر سے رِواجی حنفیت کو چھوڑ کر کتاب و سنّت کا رنگ (صبغۃ اللہ) اختیار نہ کرلیں۔

جمعیۃ اہلحدیث میوات پر تباہی کے اثرات

فسادات ۴۷ء کی تباہی نے میوات پر بڑے زبردست اثرات ڈالے، ریاست الور و بھرتپور کے راجاؤں نے دونوں ریاستوں کو جلاکر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ صِرف اپنی جانوں کو بچاکر ضلع گوڑگانوہ (سابق مشرقی پنجاب موجودہ ہریانہ) میں پناہ لی، دو تہائی کے قریب میواتی پاکستان چلے گئے اسی نسبت سے ہمارے عُلماء اور دیگر ہمدردانِ جماعت بھی پاکستان سدھارے، دہلی بری طرح تباہ ہوئی اور عُلمائے کرام ایک ایک کر کے پاکستان ہجرت کر گئے، دو ہستیاں مولانا سید تقریظ احمدؒ و مولانا عبدالسلام بستویؒ[2] ایسی باقی رہ گئیں جنہوں نے

---

[1] اس کی تفصیل میانجی کریم اللہ خاں کے تذکرہ میں ملاحظہ ہو۔

[2] متوفی یکم محرم ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۷۴ء بروز سوموار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزم و ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ جماعتی وقار کو باقی رکھا۔ اور حالات نارمل ہوتے ہی دہلی اور میوات میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا، میوات میں جناب حکیم عبد الشکور اور شیخ الحدیث مولانا عبد الجبار اور مولانا محمد داؤد راز رحمہم اللہ ہی ایسی ہستیاں رہ گئیں۔ جنہوں نے اجڑے میوؤں کی ڈھارس بندھائی اور دوبارہ آبادکاری میں تعاون دیا نیز جماعتی امور کو جاری رکھا، اور امن بحال ہوتے ہی پوری دلچسپی اور انہماک کے ساتھ خدمتِ دین میں مشغول ہو گئے۔

اہلحدیث مواضعات اور کل آبادی

میوات میں اہلحدیث مواضعات کی تعداد تقریباً چالیس بیالیس ہے اور کل آبادی تقریباً اٹھائیس، تیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

مساجد

ان چالیس (۴۰) مواضعات میں بیاسی (۸۲) مساجد پائی جاتی ہیں، جن میں سے اکثر مقامات پر ائمہ کا تقرر ہے۔ اور بچوں کی ابتدائی تعلیم ہوتی ہے۔ جن کے اخراجات اسی جگہ کی مقامی جمعیۃ برداشت کرتی ہے۔ بعض مقامات پر صوبائی جمعیۃ نے بھی انتظام کرایا ہے۔ اور صوبائی جمعیۃ ہی ان تمام مساجد و مقامات کی نگرانی کرتی ہے۔

مدارس و مکاتب

(۱) الجامعۃ السلفیۃ (دار العلوم) شکراوہ جماعت اہلحدیث میوات کا مرکزی ادارہ ہے۔ تمام جماعت کی توجہ اسی پر مرکوز ہے اور جماعتی ترقی کا دار و مدار اسی پر منحصر ہے۔ گذشتہ زمانے میں بڑی نمایاں اور شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ اس وقت مدرسہ رو بتنزل ہے۔ اس کے ناظم مولوی الیاس صاحب اپنی من مانی کر رہے ہیں۔ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ نہ مدرسہ کی کوئی کمیٹی ہے اور نہ مجلس شوریٰ۔ بار بار مطالبہ کیا گیا مگر کسی کی نہیں سنتے، اس کے مزید حالات مولانا حکیم عبد الشکور رحمہ اللہ کے تذکرہ میں درج ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) دار الحدیث السلفیہ

یہ مدرسہ ساکرس میں ہے اس کے بانی مولانا عبدالرحمٰن صاحب ندوی ہیں اور آپ ہی اسے چلا رہے ہیں۔ تعلیم قرآن مجید اردو فارسی سے عربی درجات تک ہے۔ مولانا کے پاس مخلص سٹاف کی کمی ہے۔ مولانا موصوف پہلے دار العلوم شکراوہ میں مدرس تھے۔ لیکن ناظم مدرسہ کی عدم توجہی اور ناقدری کی بنا پر انہیں علیحدہ ہونا پڑا۔

(۳) دار الحدیث محمدیہ جلال پور

یہ مدرسہ موضع جلال پور میں میاں جی محمد یعقوب کے زیر نظامت ۱۹۶۳ء میں قائم ہوا، جس نے نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ نشر واشاعت کا شعبہ بھی اس میں قائم تھا، اس وقت مکتب کی شکل میں موجود ہے۔

(۴) مصباح العلوم اندھواڑی

یہ مدرسہ موضع اندھواڑی راجستھان میں صوبائی جمعیۃ اہلحدیث ہریانہ کے مشورہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس وقت قرآن مجید اور اردو دینیات کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس علاقے میں اس کی شدید ضرورت ہے۔ اس لئے اس کو ترقی دینا بے حد ضروری ہے۔

جن مواضعات میں اہلحدیث کی کثیر آبادی ہے وہاں پر مسجدوں میں مکاتب بھی قائم ہیں۔ ان کی نگرانی صوبائی جمعیۃ کرتی ہے۔

سنہ ۴۷ء سے پہلے بیسیوں مکاتب کو حافظ حمید اللہ رحمہ اللہ امداد دیا کرتے تھے اور مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند ان کی نگرانی کرتی تھی۔

صحافتی خدمات

یہ علاقہ تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔ خصوصًا دینی تعلیم سے بہت ہی کم دلچسپی ہے پھر بھی ہمارے بزرگوں نے اخبارات ورسائل کے ذریعے ان میں دینی روح پھونکنے کی کوشش فرمائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سال صحیفۂ اہلحدیث دہلی کی ایڈیٹری کے فرائض (امامیت کے فتنہ سے قبل) انجام دیئے۔

حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۸ء میں اخبار "آفتاب میوات" نکالا، جو چند ماہ کو چھوڑ کر ۱۹۴۵ء تک نمایاں خدمات انجام دیتا رہا۔ ۱۹۵۱ء میں اخبار اہلحدیث دہلی جاری کرایا اور تاحین حیات دس سال تک اس کی ایڈیٹری کے فرائض پابندی سے انجام دیتے رہے۔ جس میں آپ کی جماعتی خدمات روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔

۱۹۶۶ء میں حضرت مولانا محمد داؤد راز صاحب نے ماہنامہ نورالایمان کا اجراء فرمایا، جس میں بخاری شریف مترجم مع تشریحات اور فتاویٰ نذیریہ بھی چھپتا رہا۔ یہ رسالہ مسلسل پندرہ سال آپ کی وفات تک جماعتی خدمات انجام دیتا رہا۔

حکیم اجمل خاں بن مولانا حکیم عبدالشکورؒ صاحب نے ۵۸ء میں میو گزٹ جاری کیا جو ۲۷ء تک نکلتا رہا۔ اس کے بعد پنجاب وقف بورڈ کے سہ ماہی رسالہ "اوقاف" کی تقریباً تین سال تک ادارت فرمائی۔ پھر اخبار اہلحدیث دہلی کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۰۰ء میں یہ اخبار بند ہو گیا تو آپ نے ۱۹۷۸ء میں "مجلّہ اہلحدیث" شکراوہ سے جاری کیا جو اب تک جماعتی خدمات انجام دے رہا ہے۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کی نظامت کے دوران "مجلّہ ترجمان" کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے

نشر و اشاعت کے شعبے:

عُلمائے اہلحدیث نے شعبہ نشر و اشاعت پر کافی توجہ مبذول فرمائی ہے اور ان کے ذریعے اہم جماعتی خدمات انجام دی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) ادارہ آفتاب میوات اس ادارہ کو حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحمہ اللہ نے قائم کیا تھا۔ حکیم صاحب مرحوم نے ایک درجن کے قریب کتابیں مختلف موضوعات پر تصنیف فرما کر اس ادارہ کے تحت شائع کیں۔

(۲) ادارہ اشاعت دینیات، یہ ادارہ مولانا محمد داؤد صاحب راز رحمہ کا قائم کیا ہوا ہے۔ اس ادارہ نے بہت اہم اور مفید کتابیں شائع کی ہیں۔ جن میں بخاری شریف مترجم مع شرح اردو اور ثنائی ترجمہ والا قرآن شریف مع حواشی شامل ہیں۔ راز صاحب رح کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے نذیر احمد رازی اسے سنبھالے ہوئے ہیں۔

(۳) دارالکتاب دہلی۔ یہ ادارہ حکیم اجمل خاں بن مولانا حکیم عبدالشکور رح نے قائم کیا ہے۔ اس ادارے نے بہت سی کتابیں شائع کی ہیں۔ جن میں تفسیر ثنائی بہت اہم ہے۔

(۴) ادارہ احیاء الاسلام رہپورہ۔ اس ادارہ کے بانی و نگراں مشہور مبلغ اور واعظ شیریں بیاں مولوی محمد دیندار خاں صاحب محمدی رہپوہ ہیں۔ یہ ادارہ جماعتی خدمات میں پیش پیش ہے۔ بیش قیمت لٹریچر کو مفت تقسیم کر کے فریضۂ تبلیغ انجام دے رہا ہے۔ اس ادارہ کے بانی مولانا محمد دیندار خاں محمدی صاحب پورے ہندوستان کا تبلیغی دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ کتابیں بھی مفت تقسیم کرتے ہیں۔

(۵) ادارہ اشاعۃ السنۃ النبویہ۔ اس ادارہ کو اس عاجز نے موضع جھانڈہ میں قائم کیا تھا۔ جس کے تحت اردو، ہندی اور عربی زبان میں متعدد کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ اس ادارہ کی اکثر کتب ادارہ احیاء الاسلام نے شائع کی ہیں۔

(۶) شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ اہلحدیث ہریانہ، میوات۔ یہ جماعتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادارہ ہندوستان کی مختلف زبانوں میں لٹریچر چھاپ کر مفت تق
کررہا ہے۔
سورہ فاتحہ کی فرضیت اردو، اور ہندی اور ایک مجلس کی تین ط
وغیرہ چھپوا کر تقسیم کی ہیں۔ اور آئندہ بہت سے پروگرام ہیں، ہر س
رمضان المبارک میں سحر و افطار کا نقشہ چھپوا کر مفت تقسیم کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بابِ اوّل

سرگذشت مجاہدینِ میوات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرگذشت مجاہدینِ میوات

شعبان ۱۳۷۹ھ کا واقعہ ہے کہ میں دارُ العلوم ندوۃ العُلماء کے سالانہ امتحان سے فارغ ہوکر استاذ مکرم حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مجاہدینِ میوات اور عُلمائے میوات کے حالات لکھوا دیجئے۔ آپ نے میری اس حقیر درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔ آپ بولتے رہے اور میں لکھتا رہا۔ لیکن یہ سلسلہ مکمّل نہ ہوسکا جتنا لکھا گیا وہ تبرّکاً پیشِ خدمت ہے۔ (محمد اسرائیل سلفی)

(۱) مولانا ابوالحسن افغانی بھوبزی، ضلع بھرتپور

چونکہ آپ علاقہ میوات کے باشندے نہ تھے، بلکہ غدر ۱۸۵۷ء میں علاقہ میوات میں وارد ہوئے تھے، جن کی آمد کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۱؍ مئی ۱۸۵۷ء (مطابق ۱۷؍ رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ) کو جب دہلی میں غدر واقع ہوا تو سرحد کی اس جماعت میں سے جو مجاہدین کے نام سے بہت بڑی شہرت رکھتی ہے۔ اسی جماعت میں سے ایک اچھی خاصی جماعت انگریزوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہندوستان میں چلی آئی تھی۔ اور غدر کے ابتدائی ایام میں انھوں نے باغی فوج کے ساتھ مل کر انگریزوں سے مقابلہ کیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد میں جب باغی فوج اور سلطان محمد ظفر بہادر شاہ پر انگریزوں نے فتح پائی تو مجاہدین کی یہ مختصر سی جماعت دِلّی سے باہر نکل پڑی، اور جہاں کہیں ان کو راستہ اور موقع ملا دوسرے علاقوں میں چلے گئے۔ ان میں سے چار حضرات نے میوات کا رُخ کیا۔

(۱) مولوی نور علی۔ (۲) مولوی محمد مرید۔ (۳) مولانا ابوالحسن افغانی (۴) حضور کھیستی والے۔

ایّامِ غدر کے بعد یہ لوگ میوات میں رہنے لگے۔ ان چاروں کا مشغلہ تبلیغ اور اِشاعت فِی الدّین کے سوا کچھ نہ تھا۔ مجھے جو کچھ روایت ان کے متعلق ملی ہے، اس کو ہم بروایت مولانا ڈاکٹر نذر محمد بادشاہ پوری (ضلع گوڑگانوہ) بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک بہت بڑے دیندار بزرگ اور عالم باعمل تھے۔ اور جماعت مجاہدین سے اچھا خاصا تعلق اور نِسبت رکھتے تھے۔ روایت حسب ذیل ہے۔

غالباً جولائی ۱۸۵۷ء کی بات ہے کہ چار اشخاص میرے پاس پہنچے۔ جن کے خوبصورت چہرے کُملائے ہوئے تھے۔ مگر ایمانی جلالت شان اُن کی زبانوں سے مجھے محسوس ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے اور پھر کھانے اور پانی سے فارغ ہو کر میں نے اُنہیں اپنے مکان میں آرام کرنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر اُنہوں نے آرام بھی کیا۔ مگر ایک شخص اُن میں سے کبھی کبھی کراہتے تھے۔ میں نے ان کی کراہت سن کر ان سے کہا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے پیر میں بندوق کی گولی لگی ہے۔ ہر چند اس کو نکالنے کی کوشش کی گئی، مگر ناکامی رہی، میں نے کہا ذرا دِکھاؤ انہوں نے مجھے دکھایا، ان کے پیر میں گولی پھنسی ہوئی تھی، مجھ سے نکالنے کو کہا میں نے آلات جرّاحی کے ذریعے اس کو نکال لیا۔ وہ اس قدر مضبوط دِل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی تھے کہ عمل جراحی کرنے پر انہوں نے آہ بھی نہ کی، میں نے خراب ساختوں کو نکال کر ان کی مرہم پٹی کر دی۔ اور ان چاروں کو بادشاہ پور کے شمال کی طرف دو فرلانگ کے فاصلے پر جو گنبد ہے اس میں ٹھہرا دیا، وہ کئی دن تک ٹھہرے رہے۔ میں ان کو رات میں کھانا پہنچا دیا کرتا تھا، وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزوں کو دہلی پر تغلّب حاصل ہوگیا تھا۔ اور باغیوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو چکی تھی۔ ایک دن صبح کو جو میں بازار میں نکلا تو چند آدمی یہ گفتگو کر رہے تھے کہ "گنبد میں کچھ آدمی ٹھہرے ہوئے ہیں، دن میں اندر رہتے ہیں، گاہے گاہے اکّے دکّے پیشاب پاخانے کو بھی آتے جاتے دیکھا گیا ہے"، میں سمجھ گیا کہ اب ان لوگوں کا راز فاش ہو چکا ہے۔ ان کو گنبد میں رکھنا مناسب نہیں۔ چنانچہ اسی رات کو میں ان حضرات کے پاس پہنچا اور افشائے راز کا واقعہ جس طرح میں نے سُنا تھا اُن کے سامنے بیان کر دیا یہ لوگ رات ہی کو میوات کی طرف چلے گئے۔

ان میں سے میں دو آدمیوں کو پہچانتا تھا۔ باقی دو کو بعد میں بھی نہ پہچان سکا۔ پہلے بزرگ تو وہی ہیں جن کے پیر سے میں نے گولی نکال کر مرہم پٹی کی تھی۔ اور وہ مولوی محمد مُریدؒ تھے۔ جو فیروزپور جھرکہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ دوسرے مولوی نور علی صاحبؒ تھے جو ریواڑی میں مقیم ہو گئے تھے، اور میوات کو ان سے بڑا فیض پہنچا۔ انتہیٰ کلامہٗ۔

ڈاکٹر صاحبؒ کے اس بیان سے مجھے جستجو ہوئی کہ وہ حضرات کون بزرگ

لہ حکیم صاحبؒ فرماتے تھے کہ اصل روایت میں نے مولانا ڈاکٹر نذر محمد صاحب سے سُنی تھی اور اس کی دیگر تفصیلات جناب حاجی عبدالرزاق صاحب بادشاہ پوری سے معلوم کیں۔ حاجی عبدالرزاق صاحبؒ، ڈاکٹر نذر محمدؒ کے بعد کافی دنوں تک زندہ رہے۔ اور میں نے حاجی صاحب سے بارہا ملاقات کی۔ دونوں حضرات جماعت مجاہدین سے گہرے تعلقات رکھتے تھے۔ اور مسلکاً اہلحدیث تھے۔ انتہیٰ (محمد اسرائیل ندوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے جو مولوی نور علی اور مولوی محمد مرید صاحبان کے ساتھ تھے۔ میں نے میوات میں ان آدمیوں کی تلاش شروع کردی تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک بزرگ تو وہ تھے جو "موضع کھیستی کی" ریاست الور میں خوّانی خاں کے یہاں مقیم تھے اور ساری عمر وہیں مقیم رہے۔ خوانی خاں میوات کے وہ رئیس تھے۔ جن کے یہاں ہمیشہ لنگر جاری رہتا تھا۔ اور عام لوگ اس مُجاہد کو حضور کہا کرتے تھے۔

دوسرے بزرگ وہ ہیں جو اہلِ میوات کے لئے ایک عرصہ تک عجوبہ بنے رہے جو بہت بڑے سیاح اور صوفی و عالم بھی تھے۔ جو موضع بھوڑی میں تقریباً چالیس (۴۰) سال تک مقیم رہے اور آخری عمر میں ان کو مالیخولیا ہوگیا تھا، جو میوات کے نواح میں مولوی ابوالحسن کے نام سے مشہور ہوگئے تھے۔

ان چاروں میں سے میں نے مولوی نور علی، مولوی محمد مرید اور مولوی ابوالحسن رحمہم اللہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے، یہ حضرات اپنی ساری عمر میوات میں رہے۔ مگر مولوی ابوالحسن غدر ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی سیاحت کرکے پھر موضع بھوڑی میں مقیم ہوگئے اور وہیں انتقال[1] فرمایا۔

مولانا ابوالحسن کوئی معمولی لکھے پڑھے آدمی نہ تھے۔ بلکہ وہ جملہ علوم و فنون کے بڑے بھاری جیّد عالم[2] تھے، فنِ مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

---

[1] سنِ وفات معلوم نہ ہوسکا، بعض لوگ ۳۲ء یا ۳۳ء بتلاتے ہیں۔ (محمد اسرائیل ندوی)

[2] مولوی حبیب الرحمٰن گھاسیڑوی میواتی نے "صوفیائے میوات"، کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں مولانا ابوالحسن کے متعلق لکھتے ہیں: مولوی عبدالشکور مرحوم نے بھوڑی والے میاں صاحبؒ کو مولانا ابوالحسن افغانی کا نام دیا ہے۔ لکھا ہے کہ وہ زبردست عالم تھے سیّاح تھے اور مناظر بھی۔ مگر ان کے طور طریق اور جائے رہائش وغیرہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی زبردست انقلابی آدمی تھے۔ مگر بختاور نہیں تھے۔ علوم سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی الخ (صوفیائے میوات ص ۱۱۱)

مولوی صاحب موصوف نے تاریخی حقائق پر خواہ مخواہ پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے اور تسلیم شدہ اور روزِ روشن کی طرح واضح واقعات کو مسخ کرنے کی ناروا جسارت کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ دین کا بے پناہ جوش رکھتے تھے۔ انہوں نے تبلیغ کے سلسلے میں سارے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا۔ مگر آخر عمر میں وہ اپنے قدیم محسن نتھو نمبر دار کے مکان پر موضع بھونڑی ضلع بھرتپور میں مقیم ہوگئے تھے۔ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ دہلی، آگرہ، وغیرہ بلادِ ہند سے بہت سے لوگ ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔ علم کیمیا کے متعلق بھی ان کے بارے میں یہ عام شہرت تھی کہ وہ علم کیمیا جانتے ہیں۔ جس وقت ان کی وفات ہوئی تو ان کے حجرے میں سترہ ۱۷ جوڑی سونے کے بٹن اور کچھ کٹھالیاں اور سنسیاں پائی گئیں۔ ان کے اس اندوختے سے بھونڑی اور گردونواح کے آدمیوں نے ایک عیدگاہ تعمیر کرائی۔ جس کے شمال مشرقی کونے میں ان کی کچی قبر ہے[۱]۔

مولانا ابوالحسن طبیعت کے بڑے تیز تھے۔ مطالعہ کے بڑے شوقین تھے۔ آخری زندگی میں تصوف کی جانب مائل ہوگئے تھے۔ تصوف میں گفتگو ہونے کے ساتھ ان کی زبان پر فتوحات مکیہ اور احیاء العلوم کے مقولے بڑی جلدی سے آجایا کرتے تھے، اپنی آمد کے ابتدائی برسوں میں ان کو بحث و

(بقیہ حاشیہ ص آگے) اِرتکاب کیا ہے۔ کیونکہ تعصب اور تنگ نظری کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں بھٹکنے والے کوتاہ بیں لوگوں کو آفتاب علم وفن کے فضل وکمال کے ادراک کی توفیق کہاں نصیب ہوسکتی ہے۔ مولانا ابوالحسنؒ کے متعلق ان کے دیکھنے اور ملنے والے ماہرین حدیث وفقہ اور ناقدین تاریخ ورجال کا تاثر ہے کہ آپ جملہ علوم وفنون کے زبردست ماہر اور ان میں یکتا و بےمثل تھے۔

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے نہ اس مجاہد فی سبیل اللہ اور عالم باللہ کو دیکھا ہے اور نہ ملاقات کی ہے۔ یونہی اُلٹا سیدھا رجماً بالغیب لکھ مارا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تعصب اور تنگ نظری سے محفوظ رکھے، استاذ محترم حضرت مولانا عبدالشکورؒ نے ان کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اور ان سے استفادہ بھی کیا ہے۔ مولانا افغانیؒ سے ملاقات کے لئے مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ جن میں محدث پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ (متوفی ۱۶ رمضان ۱۳۳۴ھ) کا اسم گرامی سرِفہرست ہے۔

[۱] یہ قبر عیدگاہ سے علیحدہ شمال مشرقی کونے سے متصل کچی ہے۔ جس کے تین طرف دیوار کرادی گئی ہے اور عیدگاہ سے متصل خالی ہے جو بدعت وخرافات کے جھنجھٹوں سے بالکل محفوظ ہے۔ م۔ ل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر سے بڑا واسطہ پڑا۔ اہلحدیث مسلک رکھتے تھے۔ اس لئے مختلف عالموں سے ان کے مناظرے ہوئے۔ یہاں تک کہ فروز پور جھرکہ میں جب حنفی اہلحدیث کے مناظرے کی تحریک اٹھی تو اس کی بحث و تمحیص میں آپ پیش پیش تھے اور حضرت مولانا محمود الحسنؒ (متوفی ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ) صدر مدرس دار العلوم دیوبند سے مناظرہ کرنے کے لئے بڑی سر توڑ کوشش کر رہے تھے، آخر عمر میں آپ بھونڑی کی مسجد کے ایک حجرے میں مقیم ہو گئے تھے۔ تعویذ گنڈے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا، اور خلقِ خدا نے ان سے بڑا فیض پایا۔ گرد و نواح کے اضلاع کے مسلمان اور میوات کے باشندے انہیں اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔ خود بارہا مجھے ان سے نیاز حاصل ہوا۔ آخر عمر میں اگرچہ ان کے دماغ[1] میں خلل آگیا تھا، مگر جب راستی پر آجاتے تھے تو بڑی اچھی طرح سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور ہر بات کا شافی جواب دیتے تھے۔ ان کے متعلق عوام و خواص میں بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ سو سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔[2]

---

[1] آخر عمر میں مالیخولیا ہو گیا تھا اور جب زیادہ اثر ہوتا تھا تو ملنے والوں کو ڈنڈے سے مارتے تھے۔ ہمارے گاؤں موضع جھانڈہ والوں سے بڑی محبت تھی۔ مالیخولیا کی حالت میں بھی ہمارے گاؤں کے کسی آدمی کو مارنے کی شکایت نہیں سُنی گئی۔ بلکہ بڑی محبت سے پیش آتے تھے، حافظ عبدالعزیز اور حافظ نور محمد جمالگڈھی ساکنان جھانڈہ، اور مولوی نصیر الدین اکاتوی، آپ کی خدمت میں بہت زیادہ رہے ہیں اور آپ سے کافی استفادہ کیا ہے۔ (محمد اسرائیل ندوی)

[2] بعض لوگوں نے مولانا ابو الحسن افغانیؒ کو شہزادہ فیروز شاہ بتایا ہے اور دونوں کو ایک ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے جس وقت حکیم صاحب نے یہ مضمون مجھے لکھایا تھا۔ اس وقت ماسٹر رحمت خاں صاحب نگینوی نے ایک مضمون شائع کیا جس میں ماسٹر صاحب نے دونوں کو ایک ثابت کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ میں نے وہ مضمون حکیم صاحب کو دکھایا۔ آپ نے دیکھ کر اس نظریہ کی سخت تردید کی اور فرمایا کہ مولانا ابو الحسن افغانیؒ اور شہزادہ فیروز شاہ دونوں الگ الگ دو شخصیتیں ہیں ایک شخصیت کے دو نام نہیں، اور مولانا ابو الحسن افغانی کا شہزادہ فیروز شاہ سے کوئی تعلق اور جوڑ نہیں۔ (محمد اسرائیل ندوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ حاجی عبداللہ خاں کانکر کھیڑہ

آپ موضع کانکر کھیڑہ، تحصیل تجارہ ضلع الور کے باشندے تھے معتبر روایات کی بناء پر یہ سمجھا گیا ہے کہ جس وقت حضرت سید احمد بریلویؒ (متوفی ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء بروز جمعہ) کی تحریک "المجاہدین" اُٹھائی گئی اس وقت جو قافلے اور مسافر ٹونک اور دہلی میں آمدرفت رکھتے تھے اُنہیں کے توسط سے آپ کو دینداری کی نسبت پیدا ہوئی۔ اس زمانے میں راجستھان کی آمد اس موجودہ پختہ سڑک سے نہیں تھی۔ جو آج دہلی کو راجستھان سے ملاتی ہے بلکہ اس وقت عام طور پر دہلی سے راجستھان جانے والے یا تو ریواڑی سے جاتے تھے یا اس راستے سے گذرتے تھے جو قصبہ سوہنہ سے اراولی پربت کو کاٹ کر قصبہ تاؤڑو کا راستہ پکڑتی ہے۔ تاؤڑو سے تجارے کو جاتے ہوئے موضع کانکر کھیڑہ راستہ میں ملتا ہے۔ حاجی عبداللہؒ نے ان راستہ چلنے والوں سے جو ٹونک اور دہلی کے درمیان آمدورفت رکھتے تھے دینی سبق حاصل کیا، یہاں تک کہ آپ دہلی پہونچ کر سید احمد بریلویؒ کے مُرید ہوگئے۔ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کے قافلے کے ساتھ جن میں اور بھی بہت سے اہلِ میوات شریک تھے، سرحد پہنچ گئے۔ اور وہاں سیّد صاحبؒ کے ہمراہ متعدّد جنگوں میں شریک رہے۔ جب بالاکوٹ پر مولانا اسماعیلؒ اور حضرت سید احمد بریلویؒ شہید ہوگئے تو مجاہدین کے دو گروہ بنے۔ ایک گروہ سرحد میں رہا۔ اور دوسرا گروہ واقعہ بالاکوٹ کے بعد جو انتشار ہوا اس کو محسوس کر کے عازم ہندوستان ہوا۔ جس قدر بھی مجاہدین حضرت سید احمدؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کے ہمراہ رہ چکے تھے۔ اور ان کی مبارک صحبتوں سے فیض پا چکے تھے۔ ان سب نے اپنے اپنے وطن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر لسانی جہاد شروع کر دیا۔ ان میں سے ایک ہمارے حاجی عبداللہ بھی تھے انہیں کے ایک ساتھی میاں جی کریم اللہ خاں گوہانوی بھی تھے۔ حاجی عبداللہ اگرچہ زیادہ پڑھے لکھے عالم فاضل نہ تھے۔ مگر حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کی فیضِ صحبت سے وہ تبلیغ اور اشاعت فی الدین کا جذبہ بے پناہ رکھتے تھے۔ اس وقت کی میوات آج کی سی میوات نہ تھی۔ بلکہ پورا علاقہ کفروشرک وبدعات کی مکروہات سے پُر تھا۔ کھیڑہ، دیوٹ، دیوی دیوتاؤں تک کو مانتے تھے۔ ہندوؤں کے تہوار منایا کرتے تھے۔ ان کا اسلام بجز اس کے کچھ نہ تھا۔ کہ وہ ختنہ کرالیا کرتے تھے اور گوشت کھاتے تھے۔ دینی تعلیم کا کوئی رواج نہ تھا۔ ہزاروں مواضعات میں سے چند مواضعات ایسے تھے، جہاں مساجد تھیں۔ اس وقت جو گاؤں در گاؤں مساجد کے منارے اور گنبد نظر آتے ہیں۔ ان کا پتہ بھی نہ تھا، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور مدارؒ اور سالار صاحبؒ کے مُجاوِر میوات میں آتے تھے اور اپنا نذرانہ اور بھینٹ لے جایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی دیہات میں سے میدنیاں جایا کرتی تھیں۔ جن کا مقصد یہ تھا کہ حاجتمند کچھ روپیہ پیسہ اور گاؤں کے دوسرے معزز اور کچھ غریب لوگوں کو ہمراہ لے کر منزل بہ منزل پہنچ کر خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر پہنچتے تھے۔ جن کے ہمراہ کوئی نہ کوئی مُجاوِر بھی ہوتا تھا۔ چند روز اجمیر میں قیام کر کے مُجاوِر کے توسط سے حاجتی اپنی حاجت کو خواجہ صاحب کے دربار میں پیش کرتے تھے۔ اور یہ میدنی کا طریقہ اس عہد میں اس قدر رِواج پا گیا تھا کہ جب شہنشاہ[1] اکبر کے اولاد نہیں ہوئی تو وہ بھی

---

[1] جہانگیر اپنی تزک میں لکھتے ہیں، کہ جب والد صاحب (شہنشاہ اکبر) کی عمر ۲۸ سال کی ہوگئی لیکن کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا۔ لڑکوں کی زندگی کے لئے ہمیشہ درویشوں اور گوشہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ جن کو بارگاہِ الٰہی میں روحانی قرب حاصل ہوا کرتا ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی میدنی لے کر خواجہ کے یہاں پہنچا تھا اور جس وقت وہ اجمیر گیا تھا۔ تو راستے میں جہاں کہیں ٹھہرا تھا وہاں بعض جگہوں پر مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ ان مسجدوں کا وجود آج بھی پایا جاتا ہے۔

جب واقعہ بالاکوٹ ہو چکا تو خاندان ولی اللّٰہی کے بعض فیض یافتگان عالم بھی میوات کا دورہ کرنے لگے تھے۔ جن میں مولوی سید محبوب علی اور مولوی حیدر علی ٹونک کا نام بڑی جلدی سے ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ حاجی عبداللہ مرحوم اپنے طریقے سے ایک تبلیغی وفد مرتب کرکے میوات کے دورے کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ ان کی آمد کا حال بعض پرانے آدمیوں سے

(بقیہ ص سے آگے) چونکہ بزرگوار حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اکثر اولیاء ہند کے سرچشمہ ہیں تو والدصاحب کو خیال آیا کہ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ان کے آستانہ پر حاضری دوں، اور نذر مان لی کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی لڑکا عنایت کرے گا تو آگرہ سے درگاہ روضہ منورہ تک پاپیادہ حاضر ہوں گا، چہار شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو اللہ تعالیٰ مجھے عدم سے وجود میں لایا۔ جن دنوں والدصاحب فرزند کے طالب تھے۔ شیخ سلیم کی خدمت میں بھی حاضری کی سعادت نصیب کرتے تھے۔ یہ ایک صاحب حال بزرگ تھے، جو اپنی عمر کے بہت مراحل طے کر چکے تھے۔ اور موضع سیکری کے قریب ایک پہاڑ میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ توجہ اور بے خودی کے عالم میں والد بزرگوار نے شیخ صاحب سے دریافت فرمایا کہ میرے کتنے لڑکے ہوں گے، "شیخ" اللہ تعالیٰ آپ کو تین لڑکے عنایت فرمائے گا" والدصاحب "میں منت مانتا ہوں کہ سب سے پہلے لڑکے کو آپ کے دامن تربیت و توجہ میں ڈال کر آپ کی شفقت و مہربانی کو اس کا محافظ اور نگہبان بناؤں گا" شیخ "مبارک ہو ہم نے اس کو اپنا ہم نام کیا" اس کے بعد جب میری ولادت کا زمانہ قریب ہوا تو والدہ صاحبہ کو شیخ صاحب کے مکان پر بھیج دیا تاکہ میری ولادت اسی مبارک جگہ میں ہو۔ پیدائش کے بعد میرا نام سلطان سلیم رکھا (تزک جہانگیری ص ۲ و ۳) جس ملک کا بادشاہ بدعت و خرافات کا عادی، توہمات اور خلاف شرع امور کا خوگر، کفر و شرک کا علم بردار ہو اس ملک میں خالص اسلام کی تبلیغ آسان نہیں۔ اور جس نے بھی ان خرافات کے خلاف علم جہاد بلند کیا، اسے قید و بند کی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ (محمد اسرائیل ندوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا تھا۔ مشرقی میوات کے حصے میں اکثر ان کے دورے رہتے تھے۔ چونکہ عقیدتاً و عملاً اہلحدیث تھے۔ اور مولانا عبدالحئی بڈھانوی رحؒ (متوفی ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۸۲۸ء) اور شاہ اسماعیل شہید (متوفی بروز جمعہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کے تربیت یافتہ اہلحدیث تھے۔ اس وجہ سے ان کے فیضِ صحبت سے میوات میں حلقہ اہلحدیث قائم ہوا۔ گوہانہ، شکراوہ، جلالپور، لاڈمکا، بنجاراکا، وغیرہ میں انہوں نے اپنی رشتے داریاں بھی کرلی تھیں پھر یہ رشتے داری کے تعلقات ایسے راست آئے کہ بہت سے مقامات پر اہلحدیث پیدا ہوگئے، آج جو کچھ اہلحدیث میوات میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سب حاجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے۔ چنانچہ جھانڈہ، شکراوہ، رہپوہ، جلالپور، وغیرہ میں جو اہلحدیث کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ اس کا واحد سبب حاجی عبداللہ کے وہ رُفقاء ہیں جن سے ہم نے اپنی مستعار زندگی میں ملاقات کی اور ان سب حالات کے مرتب کرنے میں ہم نے ان سے مدد لی، ان حضرات کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) میانجی الف[1] خاں شکراوی رحؒ۔ (۲) میانجی کریم اللہ[2] خاں گوہانوی رحؒ۔

---

[1] میانجی الف خاں صاحب شکراوہ کے باشندے بڑے جوشیلے اور فعال اہلحدیث تھے۔ میوات میں تبلیغی دورے کیا کرتے تھے۔ اعظم خاں کا نگلہ (نگلہ کانپور) میں میانجی اعظم خاں کے یہاں اکثر ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اور مجاہدین کے لئے میوات سے پیسے جمع کیا کرتے تھے۔ جب کافی رقم اکٹھی ہوجاتی تھی تو سرحد پر مجاہدین کو خفیہ طور پر بھیج دیا کرتے تھے، (محمد اسرائیل)

[2] میانجی کریم اللہ خاں موضع گوہانہ کے باشندے تھے آپ کا ذکرِ خیر مولانا غلام رسول مہر نے اپنی مشہور کتاب "سیرت سید احمد شہید" میں کیا ہے مولانا اسماعیل شہید رحؒ کے خاص معتقدوں میں تھے۔ اور شاہ شہید ہی کے اثر سے مسلک عمل بالحدیث کو اختیار کیا، آخر عمر تک اسی پر گامزن رہے۔ اور اپنی ساری عمر کو کتاب و سُنّت کی نشر و اشاعت میں فنا کردیا۔ جنگ بالا کوٹ کے بعد کافی عرصے تک ٹونک میں مقیم رہے۔ پھر میوات میں واپس آکر اپنے قدیمی گاؤں موضع گوہانہ، ضلع گوڑگانوہ میں سکونت اختیار کی۔ استاذ مکرم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) نتھو خاں نمبر دار[1] جلالپوری۔ (۴) حاجی سمیع خاں ساکرسوی۔
(۵) میاں جی عبدالغفور بادلوی۔ (۶) پٹواری حاجی احمد خاں[2] رہپوی۔
(۷) مولانا ڈاکٹر نذر محمد خاں بادشاہپوری۔

حاجی عبداللہ خاں حقیقت میں ایک سچے مجاہد تھے جنہوں نے میوات کے کفر و شرک کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا، میوات میں گوت بچانے کی رسم ایک ایسی ہندوانہ رسم ہے جس کے خلاف کسی عالم دین نے مٹانے کا رُخ نہیں کیا اور مٹانے کا رُخ کیونکر کرتے۔ میوات کے ان پڑھ اور اُمی میو بھائی اُس آدمی کی جان کے لاگو ہو جاتے ہیں جو گوت بچانے کی رسم کو توڑنے کے لئے اپنا عملی اقدام کرے۔ مگر حاجی عبداللہ خاں نے غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ایک دو شادیاں گوت میں کرا دی تھیں۔ جن میں ایک شادی وہ ہے جو شہزاد

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰ سے آگے) مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ۱۹۱۴ء میں ملاقات کی اور مجاہدین کے حالات دریافت کئے۔ ۱۹۱۵ء میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو لبیک کہا وفات کے وقت عمر سو سال سے زائد تھی آپ کی ذات گرامی سے مسلک اہلحدیث کو کافی فروغ ہوا میرے گاؤں موضع جھانڈہ میں اہلحدیثیت گو ہانہ ہی سے رشتہ داری کے تعلقات کے ذریعے میاں جی کریم اللہ رحمہ اللہ کے عہد میں آئی۔ آج اللہ کا فضل و کرم ہے کہ توحید اور کتاب و سنت کی دعوت میں اس گاؤں کو امتیازی شان حاصل ہے۔ (محمد اسرائیل)

[1] نتھو خاں نمبر دار نے مذہب اہلحدیث کو حاجی عبداللہ خاں کانکر کھیڑہ کے اثر سے قبول کیا۔ آپ نے کتاب و سنت کی تبلیغ میں اہم رول ادا کیا ہے۔ جلالپور والوں کی رشتہ داریاں شکرادہ میں تھیں۔ میاں جی الف خاں شکرادہ نے مذہب اہلحدیث اُنہیں کے اثر سے قبول کیا۔ میاں جی محمد یعقوب صاحب نمبر دار مرحوم کے پڑ پوتے ہیں۔ (محمد اسرائیل ندوی)

[2] حاجی احمد خاں رہپوہ کے باشندے تھے تحصیل پہاڑی ضلع بھرتپور میں پٹواری تھے جو علم کی دولت سے سرفراز تھے۔ قاضی رحیم الدین پہاڑی (جو مذہب اہلحدیث کے زبردست مبلغ اور جوشیلے اہلحدیث تھے) نے آپ کو حدیث کی کتاب مطالعہ کے لئے دی جس سے کافی متاثر ہوتے۔ دوبارہ مزید کتابیں دیں جن کو پڑھ کر اہلحدیث ہو گئے۔ اور مذہب اہلحدیث کے لئے بڑا کام کیا مشہور عالم دین اور حق گو فاضل مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اُنہیں پٹواری مرحوم کے پوتے ہیں۔ (محمد اسرائیل)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برادران بخارا کا کے نام سے میوات میں شہرت رکھتی ہے۔ مگر درمیان میں غدر واقع ہوگیا۔ جس کی وجہ سے ان پڑھ اور جاہل میوؤں کو یہ موقع ملا کہ ایامِ غدر میں بخارا کا جلا دیا گیا۔

حاجی عبداللہ رحؒ کے حج کے متعلق راویوں کا اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنا حج حضرت سید احمد بریلویؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ کیا تھا۔ بعض لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ غدر سے پہلے حج کرنے گئے تھے۔ ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ان کا یہ حج پہلا تھا یا دوسرا۔

(۳) مولانا عبداللہ سیکری رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع سیکری ضلع بھرتپور کے رہنے والے تھے اچھے خاصے پڑھے لکھے اور عالم فاضل تھے (جیسا کہ آپ کی ایک کتاب[1] "صیانۃ المؤمنین عن تلبیس المبتدعین" سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی جملہ کتب آپ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ سے پڑھیں چنانچہ آپ اس میں تحریر فرماتے ہیں "یہ خائنین دین و دشمنان اہلحدیث حضرت عالی مرتبت حجۃ الخلف بقیۃ السلف شیخ العلماء والمسلمین مقبول دارین شیخنا و قدوتنا و مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث و فقیہ دہلوی دامت برکاتہ" الخ ص ۱) فنِ مناظرہ میں بھی کافی مہارت تھی۔ جس وقت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ فردزپور جھرکہ میں اہلحدیثوں سے مناظرہ کے لئے آئے تھے۔ تو آپ نے ان سے مناظرہ کے لئے بار بار کوشش کی، لیکن مولانا محمود الحسن صاحب ان سے مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ احناف سے مناظرہ کے لئے مولانا سید

---

[1] قوسین کے درمیان ہماری طرف سے اضافہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ایک بہاری شاگرد کو بھیج دیا۔ لیکن لوگوں نے صلح کرا دی، اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے سیکری اور اس کے اطراف میں شرک و بدعت کا زور ٹوٹا، اور مسلک عمل بالحدیث کو کافی فروغ ہوا۔ آپ ضلع الور، بھرتپور اور ضلع گوڑگانوہ وغیرہ میں دورہ کرتے رہتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل[1] صاحب ناظم جمعیۃ اہلحدیث پاکستان سے معلوم ہوا ہے کہ مولانا کی ایک کتاب "صِیَانَۃُ

---

[1] مولانا محمد اسماعیل حفا وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کے قریب ایک گاؤں ڈھونے کی میں ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اعلیٰ خوشنویس تھے چنانچہ تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی کامل اور قرآن مجید مترجم مولانا وحید الزماںؒ مطبوعہ لاہور ان کی خوشنویسی کا شاہکار ہیں، انھوں نے اپنے اکلوتے فرزند کو شیخ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی (متوفی ۱۶ رمضان ۱۳۳۴ھ) کی خدمت میں دینی تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ آپ نے جملہ علوم و فنون، قرآن و حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب عربی، منطق، فلسفہ عقائد و کلام وغیرہ حضرت حافظ صاحب سے حاصل کئے دہلی و امرتسر کے اساتذہ سے بھی کسب فیض کیا آخر میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ (متوفی ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۴ھ ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء بروز جمعرات) کی خدمت میں حاضر ہو کر مزید علم حاصل کیا مولانا ثناء اللہ امرتسری و مولانا سیالکوٹی کے مشورے سے گوجرانوالہ ہی میں مسند تدریس و خطابت سنبھالی اور پوری عمر یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ اور تمام دینی ملی، قومی، ملکی، اسلامی، وطنی تحریکوں میں حصہ لیا۔ انگریز کے خلاف جہاد کرنے کے لئے مولانا آزاد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جمعیۃ اہلحدیث ہند کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا، تقسیم ہند کے بعد مولانا سید داؤد غزنویؒ (متوفی ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء) کی معیت میں جماعت اہلحدیث کو منظم کیا۔ تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سولہ[16] سال تک جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے ناظم رہے۔ مولانا سید داؤد غزنویؒ کی وفات کے بعد بالاتفاق جمعیۃ کے امیر مقرر ہوئے اور وفات تک سرگرمی کے ساتھ کام میں لگے رہے، مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ کے تقریباً پچاس برس شیخ الحدیث رہے۔ آپ کو علم حدیث میں تبحر حاصل تھا اور اسی کی طلبا، کو تلقین کرتے تھے۔ مجھے آپ کے مشوروں سے بڑا فائدہ پہنچا۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کے لیٹر پیڈ پر ایک خط مجھے تحریر فرمایا جو درج ذیل ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حبیبی الاعز! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، مکتوب سامی ملا۔ یاد فرمائی کیلئے شکریہ!

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المؤمنین عن تلبیس المبتدعین" آپ کے پاس ہے، (شیخ الحدیث علامہ گوجرانوالہ نے یہ رسالہ قلمی نقل کرا کے بھیج دیا تھا۔ میں نے اس کی نقل اسی وقت کرلی تھی، جو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ بڑا اخباری سائز ہے جو چھ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ رسالہ "جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد" کے جواب میں دہم ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو تحریر فرمایا جسے محمد عبدالواحد نے مطبع بحر الاسلام بنگلور سے شائع کیا، رسالہ بہت مدلل اور لاجواب ہے، جس میں جماعت اہلحدیث کو جماعت حقہ اور فرقہ ناجیہ ثابت کیا گیا ہے غفراللہ)

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲ آگے) آپ کے محبت آمیز جذبات سے مسرت ہوئی۔ خدائے تعالیٰ کی عنایت تو ہمیشہ اہلِ حق کے ساتھ شاملِ رہی ہے۔ اصل سہارا بھی وہی ہے۔ لیکن اسباب کے لحاظ سے آپ ایسے مخلص نوجوان ہی مستقبل قریب میں جماعت کے لئے سرمایۂ صدافتخار ہوسکتے ہیں۔ کثّر اللہ امثالکم۔

ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہلِ توحید کو خط لکھا تھا۔ خط منظوم تھا۔ اس کا آغاز اس شعر سے فرمایا تھا ؎

اذا طلعت شمس النّھار فان ذا امارۃ تسلیمی علیکم فسلموا

میں بھی ابن قیم کی زبان سے آپ ایسے مخلصین سے اپنا سلام پیش کرتا ہوں، زادکم اللہ اخلاصًا وبرکۃً ندوہ تو غالبًا اسی دن ختم ہوگیا تھا۔ جب حضرت سید صاحب نے تھانہ بھون کا رُخ فرمالیا تھا۔ شبلی مرحوم ابتداءً خاصے متعصب تھے لیکن جیسے مطالعہ میں وسعت ہوئی عصبیت جاتی رہی۔ سید صاحب رحمہ اللہ سے میرے بھی کافی مراسم تھے۔ ان کے ہاں معاملہ برعکس ہوگیا تھا، تاہم عصبیت بحدِّ عناد نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا رحم فرماوے۔ "تلك امّة قد خلت"، علی میاں بھی بیعت کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے۔ یہ حضرات اپنی صوابدید کے مطابق خدمت کررہے ہیں۔ ہمیں ان سے مخاصمت نہیں۔ ہمیں اپنے مسلک کے لئے خلوص سے آگے آنا چاہئے۔ فنِ حدیث کے ماہر اب قریبًا مفقود ہورہے ہیں۔ ضرورت ہے رجال اور اسانید پر بحث کرنے والے۔ حدیث کو ائمہ حدیث کی روش پر سمجھنے والے پیدا ہوں آپ ایسی سعید روحیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اگر اکابر میں اخلاص نہیں تو ہم انہیں اخلاص کا انجکشن نہیں دے سکتے۔ لیکن ہم اپنی صوابدید سے بلاتصادم خدمت کی راہیں پیدا کرسکتے ہیں۔ منتقد علیہ رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ ترجمہ پڑھا ہے اگر مل سکے تو بھیج دیجئے۔

مولانا عطاء اللہ صاحب ابن تیمیہ (ابو زہرہ) پر کچھ نہ کچھ تنقیدی نوٹ لکھیں گے۔ ابو زہرہ کلوکیم پر جب لاہور آئے تو وہ احمد بن حنبل کے تنقیدی نوٹوں سے بہت خوش ہوئے تھے۔ اور ترجمہ کے متعدد نسخے ہمراہ لے گئے تھے۔ میں مولانا عطاء اللہ صاحب سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴ حافظ حسن خاں، لاڈمکاوی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ حسن خاں موضع لاڈمکا تحصیل پہاڑی ضلع بھرتپور کے زمیندار تھے۔ کافی بڑی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، حاجی عبداللہ کانکر کھیڑوی اور شہزادبرادران مُجارا کا کے فیضان سے مسلک عمل بالحدیث اختیار کیا۔ اور اہلحدیث کے امتیازی مسائل پر خاص طور پر بحث و مباحثہ کرنے کے اس طور پر عادی ہو گئے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲ آگے) آپ کا مشورہ عرض کروں گا۔ اب اگر ممکن ہو تو بَهْجَةُ الْبَيْطَار کے مضامین بھیجدیں۔ میں مولانا کو پہنچا دوں گا۔ انشاء اللہ۔

مخنسین کی سب جگہ کمی ہے۔ یہاں کی مشکلات آپکے علم میں نہیں۔ تاہم لوگ لڑتے بھی ہیں۔ چل بھی رہے ہیں اتنا ہے کہ ہم اس غلط عنصر سے گھبراتے نہیں۔ بلکہ وہ ہم سے گھبراتے ہیں۔ اور عزیز ہماری دنیا اسی تصادم اور کشمکش سے خالی کب ہوئی۔ حالات جو بھی ہوں ہمیں اپنے لئے راہ پیدا کرنا ہے۔ یہاں پر جس قدر دوست تبلیغی جماعت میں شامل بھی ہیں۔ وہ جماعتی سرگرمیوں میں سہل انگار ہو گئے ہیں۔ ان اجنبی تنظیموں کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان سہل انگار ہو جاتا ہے۔ کہ سنت کے ساتھ محبت نہیں رہتی۔ اس لئے میں نے ایک طنزیہ فقرہ لکھا تھا جسے مولانا نے معلوم نہیں پسند فرمایا یا خوشگوار سمجھا۔ میوات میں شدھی کے ایام میں یہ تحریک مفید تھی۔ لیکن اب بطور پیشہ اسے چلایا جارہا ہے۔ مجھے اس میں کچھ روح معلوم نہیں ہوتی۔ یہ بے مقصد سفر ہے، کام سے زیادہ منادی ہوتی ہے۔ حقیقت سے زیادہ زور ٹیکنیکل الفاظ پر ہوتا ہے۔ اس کے باوجود خاکسار لیگ ایسی تحریکات سے بہتر ہے۔ دین سے شفقت تو تھوڑا بہت ہے۔ — اللہ آپکو علم اور اخلاص مرحمت فرماوے۔

اگر طحاوی کی شرح شائع ہوئی ہو تو ایک جلد بھیجدیجئے لیکن پہلے یہ سوچ لیں کہ آپکو پیسے کیسے پہنچیں گے، پیسوں کی ترسیل کا مسئلہ بیحد مشکل ہے۔ میں نے بغداد سے "البرهان في علوم القرآن" زرکشی منگائی تھی ان کی شرافت تھی کہ انہوں نے مجھے کتاب فوراً بھیجدی۔ روپیہ پہنچانے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالدی۔ بڑی مشکل سے میں ان کو روپیہ بھیج سکا۔ اس معاملہ میں مولانا عبدالصمد شرف الدین نے بہت تعاون فرمایا طویل سمع خراشی کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم۔

میں رات انشاء اللہ کانفرنس کیلئے جارہا ہوں۔ جماعت کا آئندہ سال کا بجٹ ایک لاکھ روپیہ بنا ہے، ہمارے گوجرانوالہ کے ذمہ پندرہ ہزار لگایا تھا۔ ہم نے انشاء اللہ رقم قریباً پوری کرلی ہے۔ والسلام۔

محمد اسماعیل، گوجرانوالہ

حضرت مولاناؒ نے مسلک اہلحدیث کے بارے میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ حدیث اور مسلک اہلحدیث پر جب کبھی اور جہاں کہیں سے بھی اعتراض ہوا۔ فوراً اس کا جواب دیا۔ جنگِ آزادی کے صف اول کے مجاہد پچاس برس تک مسند درس تدریس اور خطابت و افتاء کو زینت دینے کے بعد ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء مطابق ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ بروز منگل چار بجے بعد نماز عصر انتقال فرما گئے۔ بروز بدھ نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی اللہ تعالیٰ آپکو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (محمد اسرائیل ندوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ کہ علماء سے بھی ٹکرا جاتے تھے۔ مولوی محمد مرید افغانی فروزپور جھرکہ سے ان کی بارہا چپقلش ہوئی۔ مولانا محمد مرید صاحب اگرچہ حنفی تھے، مگر غالی حنفی نہ تھے وہ ہمیشہ اعتدال کو پسند فرماتے تھے۔ مسائل مختلف فیہ میں بہت کم جھگڑتے تھے۔ بلکہ اکثر اوقات صحیح حدیث کے پیش ہونے پر مسلک عمل بالحدیث کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ جس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ جماعت مجاہدین سے نسبت رکھتے تھے۔

حافظ حسن خاں مسلک عمل بالحدیث کی اشاعت پر اپنا اکثر وقت صرف کرتے تھے۔ اور میوات میں اکثر تبلیغی دورے کرتے رہتے تھے۔ بھرتپور کے بعض مواضعات میں ان کی ذات بابرکت سے تحریک اہلحدیث کو کافی فروغ ہوا۔

(اضافہ) (حافظ حسن خاں صاحب کی موضع بھوجاکا تحصیل پہاڑی ضلع بھرتپور میں رشتہ داری تھی۔ اور بھوجاکا والے مولوی محمد مرید کے پکے مرید تھے۔ ایک دفعہ بھوجاکا میں عقیقہ ہونا طے پایا جس میں مولوی محمد مرید کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ اور حافظ حسن خاں صاحب کو (باوجود خاص رشتہ دار ہونے کے) اس لئے دعوت نہ دی کہ دونوں جمع ہوں گے تو بحث و مباحثہ ہوگا۔ لیکن حافظ صاحب کے ایک معتقد نے شرکت پر زور دیا۔ صاحب عقیقہ نے اس معتقد سے کہا۔ کہ میرے پاس کوئی بلا کر لانے والا آدمی نہیں۔ معتقد نے جواب دیا کہ میں بلا کر لاتا ہوں، وہ فوراً گیا اور حافظ صاحب کو بلا کر لے آیا۔ جس وقت حافظ صاحب تشریف لائے اس وقت مولوی محمد مرید مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ حافظ صاحب نے نماز جماعت میں شریک ہو کر آمین بالجہر کے ساتھ ادا فرمائی۔ لیکن ایک رکعت فوت ہو گئی تھی۔ حافظ صاحب امام کے سلام پھیرنے کے بعد رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت مولوی محمد مرید نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کون شخص ہے جس نے پاجامہ چھوڑ کر دھوتی باندھ لی؟

یہ کہہ کر مولوی محمد مرید مغرب کی سُنتوں میں مشغول ہو گئے۔ حافظ صاحب نے رکعت پوری کر کے فرمایا:

یہ کون شخص ہے جو سنتِ رسولؐ کو کفر سے تشبیہ دیتا ہے؟

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد مولوی محمد مرید لاڈمکا تشریف لے گئے اور حافظ صاحبؒ کے مہمان ہوئے جب آخر رات میں حافظ صاحب تہجد کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو مولوی محمد مرید نے دیکھا کہ ساری مسجد میں روشنی ہو گئی۔ مولوی محمد مرید حافظ صاحب کی اس کرامت کو دیکھ کر حافظ صاحب کے قدموں میں گر پڑے۔ اور سابقہ گستاخی کی معافی چاہی۔ اس کے بعد مولوی محمد مرید حج کو گئے جب واپس لوٹے تو بھوجا کا والے ان سے ملاقات کو جانے لگے۔ حافظ صاحب نے ان سے کہا کہ جب مولوی محمد مرید سے ملو تو ان سے پوچھنا۔ کہ کن کن مقامات سے اس سال حاجی آتے ہیں۔ تو وہ ملکوں کا نام بتلائیں گے۔ جس وقت نجد کا نام آئے تو کہنا کہ توبہ توبہ ایسے برے آدمیوں کا ہمارے سامنے نام نہ لیجئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب مولوی محمد مرید نے نجد کا نام لیا۔ انہوں نے فوراً کہا، توبہ توبہ یہ تو بہت برے آدمی ہیں ہمارے سامنے ان کا نام نہ لیجئے۔ مولوی محمد مرید نے فرمایا:

اللہ کے بندو! توبہ کرو پکے موحد اور سچے مسلمان وہی ہیں اور ان ہی میں سے ایک حافظ حسن خاں لاڈمکاوی بھی ہیں۔

بھوجا کا والوں نے کہا مولانا اگر پکے سچے مسلمان یہی ہیں۔ تو ہماری آج ہی سے توبہ ہے۔ اور ہم حافظ صاحب ہی کے مذہب کو اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا سب کے سب اہلحدیث ہو گئے۔

(بروایت مولانا عبدالرزاق رہبویؒ و میاں جی عبدالکریم لاڈمکاویؒ)

حافظ صاحب کے دوسرے بھائی حافظ عبدالرحمٰن صاحب تھے ایک بہن بھی حافظہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی، (محمد اسرائیل ندوی)

یہاں تک حکیم صاحب نے مجاہدین کے حالات لکھوائے ہیں گھر چلا آیا اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لیکن کریم اللہ خاں گوہانوی جماعت مجاہدین میں بڑی اہمیت کے مالک ہیں۔ اس لئے ان کے حالات بھی مختصر طور پر لکھ کر قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ (محمد اسرائیل ندوی)

۵ کریم اللہ خاں، گوہانوی

آپ موضع گوہانہ تحصیل فروز پور جھر کہ ضلع گوڑ گانوہ کے باشندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین وایمان کی دولت کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ جس کی بنا پر اپنا تعلق دینداروں سے قائم کیا اور یہی دینی تعلق آپ کو سید احمد بریلویؒ تک کھینچ کر لے گیا۔ جہاں پر آپ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے مرید ہو گئے۔ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کے قافلے کے ساتھ جن میں اور بھی بہت سے اہل میوات شریک تھے سرحد پہونچ گئے۔ اور شاہ شہید کی جماعت میں شامل ہو کر متعدد جنگوں میں شرکت فرمائی۔ مولانا غلام رسول مہر تحریر فرماتے ہیں۔

”کریم اللہ خاں میواتی مولانا شاہ اسماعیل کی جماعت میں تھے۔ اس جماعت کو ملا لعل محمد قندھاری کے مورچے کے قریب متعین کیا گیا تھا۔ سب لوگ صبح ہوتے ہی مورچوں میں جا بیٹھے۔ کریم اللہ خاں کو سید صاحب کی زیارت نے روکے رکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد بالا میں پہنچا تو آپ دُعا و مناجات میں مشغول تھے۔ مسجد کے دس پندرہ ہاتھ نیچے (یعنی مغربی جانب) ایک مورچہ شاہنچیوں کا تھا۔ وہ سکھوں پر گولے پھینکتے تھے۔ سکھوں کے گولے ان کی طرف آتے تھے۔ لیکن کوئی گولہ کسی کو لگتا نہ تھا۔ میں چلے ہوئے گولے اُٹھا اُٹھا کر شاہنچیوں کو دینے لگا۔ اس وقت مسجد (یعنی مسجد بالا) میں بڑا ہجوم تھا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پھر حضرت کواڑ کھول کر باہر نکلے اور بالاکوٹ کے نیچے کو روانہ ہوتے۔ اور سب لوگ آپ کے پیچھے آپ کے ہمراہ چلے۔ جب نیچے کی مسجد کے قریب پہنچے۔ گلی تنگ تھی۔ تمام آدمی اس میں ٹھس گئے اور ایک گلی مسجد کے داہنے طرف اور تھی۔ پھر حضرت تو مسجد مذکور میں تشریف لے گئے۔ اور کچھ لوگ اس گلی میں گئے۔ اُنہیں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ اور دھانوں کے کھیت میں پہنچکر بندوق سکھوں پر لگانے لگا، اس اثنا میں حضرت امیر المؤمنین اس مسجد سے ہلہ کر کے آئے اور ہم لوگوں کے بائیں طرف جو سکھوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اُدھر چلے گئے۔ اور جانبین سے بندوق کی باڑھ بھی چلتی تھی اور تلوار بھی چلتی تھی۔ اور دھوؤں کی ایسی تاریکی تھی۔ کہ دس قدم کا آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ہوا مخالف تھی تمام دھواں ان کا ہماری طرف آتا تھا۔"

(وقائع صفحہ ۲۱، سیرت سید احمد شہید جلد دوم ص ۳۹۷ و ۳۹۸)

جس وقت جنگ اپنے شباب پر تھی۔ اور دورانِ جنگ کسی مجاہد کو اپنے دوسرے ساتھی کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ کہ وہ کس حال میں ہے۔ ہر شخص امیر المؤمنین رحؒ کے متعلق پوچھتا تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ شاہ شہید رحؒ کو بھی سید صاحب ہی کی فکر تھی، اس کا آنکھوں دیکھا حال میاں جی کریم اللہ خاں کی زبانی سُنئے۔

کریم اللہ خاں کہتے ہیں کہ اس وقت کسی کو معلوم نہ تھا کہ کون کہاں ہے۔ مولانا اسماعیل نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ حضرت امیر المؤمنین کہاں ہیں ؟ لوگوں نے کہا۔ اس ہجوم میں جہاں تلوار چل رہی ہے۔ وہاں ہوں گے۔ پھر مولانا تو ادھر چلے گئے .... جو غازی حضرت امیر المومنین کے مورچے سے آتا۔ یہی پوچھتا کہ امیر المومنین کہاں ہیں۔

(سیرت سید احمد شہید ج ۲ ص ۴۰۷ و ۴۰۸، مصنفہ مولانا غلام رسول مہر)

کریم اللہ خاں کے دائیں ہتھیلی میں گولی لگی تھی۔ جس سے ہتھیلی زخمی ہو کر لہو لہان ہو گئی۔ یہاں تک کہ ہاتھ بھی بیکار ہو گیا تھا۔ مگر غازی پھر بھی میدانِ جنگ میں برابر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجاعت وبہادری کے جوہر دکھاتا رہا۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں :

کریم اللہ خاں میواتی کی دائیں ہتھیلی پر گولی لگی تھی۔ ایک گولی سے ان کی تلوار کا کُندا ٹوٹ گیا تھا۔ ایک زرہ پوش سکھ نے ان پر تلوار کا وار کرنا چاہا۔ لیکن گولی کھا کر زمین پر گر گیا۔ کریم اللہ خاں نے بڑھ کر تلوار ماری جو زرہ سے ٹکرا کر ٹیڑھی ہوگئی، غازی کا ہاتھ بیکار ہو چکا تھا۔ جوتی کے نیچے تلوار کا سرا دبا کر اسے سیدھا کیا۔ دو اور سکھ ان کی طرف بڑھے تو کریم اللہ خاں نے بندوق اٹھالی۔ وہ دور ہی رُک گئے۔ دوسرے غازیوں کے ساتھ یہ بھی میدان سے باہر نکل گئے۔

(سیرت سید احمد شہید ج ۲ ص ۴۲۵)

میاں جی کریم اللہ خاں میواتی، مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقدوں میں تھے۔ اور آپ کی جماعت میں شامل ہو کر متعدد جنگوں میں شریک ہوئے۔ شاہ شہید ہی کے اثر سے مسلک عمل بالحدیث اختیار کیا تھا۔ اور آخر عمر تک اسی پر گامزن رہے۔ اپنی ساری عمر کو کتاب وسُنّت کی نشر واشاعت میں فنا کر دیا۔ جنگ بالاکوٹ کے بعد کافی عرصے تک ٹونک میں مقیم رہے۔ جہاں پر شہیدین اور دیگر مجاہدین کے حالات مرتب کرانے میں کافی مواد فراہم کیا۔ پھر ٹونک سے آپ نے میوات کا قصد کیا۔ اور اپنے قدیمی گاؤں موضع گوہانہ میں سکونت اختیار کی جہاں پر آپ نے کتاب وسُنّت کی نشر واشاعت کو اپنا مقصد اصلی قرار دیا۔ اور بحمد اللہ آپ اس میں سو فیصدی کامیاب ہوئے۔ استاذ محترم حضرت العلام مولانا حکیم عبد الشکور رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۱۴ء میں آپ سے ملاقات کی اور مجاہدین کے حالات دریافت کئے، ۱۹۱۵ء میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو لبیک کہا۔ وفات کے وقت عمر سو سال سے زائد تھی۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے مسلک اہلحدیث کو میوات میں کافی فروغ ہوا۔ ہمارے گاؤں موضع جھانڈہ میں اہلحدیثیت آپ ہی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعے پہنچی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو منوّر فرمائے۔ بڑے ہی باکمال اور محب کتاب و سُنّت بزرگ تھے۔ اور یہ سب کچھ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک صحبت کا اثر تھا۔

حاجی عبد اللہ خاں کانکر کھیڑہؒ، میاں جی کریم اللہ خاں گوہانہ ان بابرکت مجاہدین سے ہیں۔ جنہوں نے سید احمد بریلویؒ اور مولانا شاہ محمد اسماعیلؒ کی شہادت کے بعد وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ جن میں حاجی عبد اللہ کانکر کھیڑہ بہت جلد میوات لوٹ آئے اور تبلیغ اور اشاعت فی الدین میں مشغول ہو گئے۔ میاں جی کریم اللہ خاں کافی عرصے تک ٹونک میں مقیم رہے پھر میوات کا قصد کیا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اہلِ میوات نے جہاد میں شرکت کی تھی۔ جن میں سے بعض نے بالاکوٹ کے معرکوں میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

سیرت سید احمد شہید جلد دوم ص۴۳۳ پر شہداء کی فہرست میں بعض میواتی شہداء کے اسمائے گرامی بھی ہماری نظر سے گذرے جو حسب ذیل ہیں۔

(۸۳) مولا بخش میواتی، ساکن نوح، (ضلع گوڑگانوہ)

(۸۴) وزیر خاں میواتی۔ آپ حضرۃ العلام مولانا حکیم عبد الشکور رحمۃ اللہ علیہ کے جدِّ امجد ہیں۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت سید احمد بریلویؒ کی خدمت میں پہنچ کر متعدد جنگوں میں شرکت فرمائی اور بالاکوٹ ہی میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

آپ کے دوسرے بھائی جواہر خاں جو میوات ہی میں مقیم تھے ۱۸۵۷ء میں جب انگریزوں کو دوبارہ ہندوستان پر تغلب حاصل ہو گیا، تو بغاوت کے جُرم میں بمقام نوح پھانسی کی سزا دی گئی۔ اور ساری جائداد بحق سرکار ضبط کر کے نوح کے خانزادوں کو انگریزوں نے دے دی۔ کیونکہ غدر میں خانزادوں نے انگریزوں کی مدد اور حمایت کی تھی۔

مجاہدینِ میوات کے شرکاء کی صحیح تعداد کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو شاہ اسماعیل شہیدؒ کی صحبت نصیب ہوئی۔ انہوں نے عمل بالکتاب والسنہ کو اختیار کیا۔ اور ان کی زندگی میں دینی و دنیاوی انقلاب برپا ہوگیا۔ اسی دینی و روحانی انقلاب کو تقلید جامد کی خوگر طبیعتیں برداشت نہ کرسکیں۔ اور ایسے لوگ تحریک جہاد سے علیحدہ ہوتے چلے گئے وہ نہ صرف علیحدہ ہی ہوئے بلکہ تحریک جہاد کو بڑا زبردست نقصان پہنچایا۔ ان میں مولوی محبوب علی دہلوی اور مولانا کرامت علی جونپوری کے نام بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف ایڈیٹر الاعتصام تحریر فرماتے ہیں:

مولوی محبوب علی خود ہی الگ نہ ہوئے تحریک جہاد کے خلاف ایک محاذ کھول لیا اور تحریک کو خاصا نقصان پہنچایا، چنانچہ مولانا محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں: "مولوی محبوب علی کے اغوا سے کاروبار جہاد کو جو صدمہ پہنچا۔ ویسا صدمہ اس لشکر کو آج تک کسی سکھ یا دُرّانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ (حیات سید احمد شہیدؒ صـــ ۲۳۶ نفیس اکیڈمی کراچی)

مولانا کرامت علی جونپوری سید احمد شہید کے خلفاء میں سے تھے۔ لیکن تحریک سے الگ ہوکر انہوں نے انگریزی حکومت کی موافقت میں جہاد کے خلاف فتویٰ دیا تھا (تذکرۂ علمائے ہند صفحہ ۳۹۶، اردو ترجمہ از محمد ایوب قادری) یہ فتویٰ دراصل ایک تقریر ہے۔ جو ایک مذاکرہ علمیہ میں موصوف نے کی تھی، جس کی روداد "اسلامی مذاکرۂ علمیہ" کے نام سے چھپی تھی۔ موصوف نے اپنی اس تقریر میں اس عقیدے کو کہ ہندوستان دارالحرب ہے صرف وہابیوں کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ تمام حنفیوں کے نزدیک ہندوستان دارالاسلام ہے۔ (ملاحظہ ہو مذاکرۂ علمیہ ص ۹ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۸۷۰ء) اور ایک انگریز مبصر جیمس اوکنلی کے مطابق "مولوی کرامت علی برطانوی حکومت کے مؤید اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہابیوں کے پکے مخالف تھے " اور بقول مولانا مسعود عالم ندوی " عقائد و اعمال میں وہ سید صاحب کے اصحاب خاص کی روش سے بالکل الگ تھے۔ (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۳۸ حاشیہ) طبع مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی (تحریک جہاد اہلحدیث اور احناف ص ۵۸ حاشیہ)

مولانا محبوب علی دہلوی کے متعلق مولانا سید عبدالحی ناظم ندوۃ العلماء تحریر فرماتے ہیں:

بایع السید المجاهد احمد بن عرفان البریلوی بیعة الجهاد وسافر الی یاغستان مع اصحابه لینصره فی الجهاد ولکن الشیطان وسوس فی صدره فتأخر ورجع الی الهند۔ (نزهة الخواطر ج ۷، ص ۴۰۶ و ۴۰۷)

یعنی مولوی سید محبوب علی نے سید احمد بریلوی کے دست مبارک پر بیعت جہاد کی اور آپ کی اعانت کی غرض سے اپنے ساتھیوں کو لے کر یاغستان پہنچے۔ لیکن شیطان کے جال میں پھنس گئے اور سید صاحب کو چھوڑ کر واپس ہندوستان لوٹ آئے۔

ہاں مولانا حیدر علی رامپوری (متوفی ۱۲۷۳ھ) کی ذات گرامی ایسی تھی کہ وہ برابر مولانا شاہ اسماعیل شہید کی حمایت کرتے اور ان کی طرف سے زوردار دفاع بھی کیا کرتے تھے۔ اور مولوی محبوب علی کے رد میں ایک رسالہ فارسی زبان میں " اثبات رفع الیدین فی المواضع الاربعة من الصلاۃ " بھی لکھا اور شاہ شہید کی حمایت میں مولانا فضل بن خیر آبادی سے مباحثات و مناظرات بھی کئے۔ جن میں مولانا حیدر علی ہی حق پر تھے۔ (ملاحظہ ہو نزہتہ الخواطر ج ۷، ص ۱۵۴)

مولانا محبوب علی میوات میں تبلیغی دورے کیا کرتے تھے اور مولانا اسماعیل شہید اور ان کی جماعت کے ساتھ شرکت اور اعانت سے بھی لوگوں کو روکا کرتے تھے۔

ان کے مقابلے میں مولانا حیدر علی ہوتے تھے جو جماعت مجاہدین کی پُرزور تائید اور حمایت کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) حضرت مولانا عبداللہ، ساکرسوی

آپ میوات کے مشہور مقام قصبہ ساکرس تحصیل فروز پور جھرکہ ضلع گوڑگانوہ کے باشندہ تھے آپ کی ولادت ۱۲۷۰ھ کو اسی گاؤں میں ہوئی۔ آپ کا نام سائے خاں تھا۔ جس وقت آپ مولانا احمد علی سہارنپوریؒ (متوفی ۶ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولانا نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ اور آج تک سب لوگ عبداللہ ہی کے نام سے جانتے ہیں۔ اس وقت پورے علاقہ میوات میں غالباً ایک بھی مشہور عالم نہ تھا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ کو دینی تعلیم کا شوق دامن گیر ہوا۔ اور علم کی پیاس آپ کو کشاں کشاں ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی لے گئی۔ اور چھتے والی مسجد میں اقامت پذیر ہو کر متعدد اساتذہ سے علم صرف و نحو، منطق و فلسفہ، معانی و بیان اور ادب وغیرہ کی تحصیل کر کے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور چار سال کی قلیل مدت میں جملہ علوم دینیہ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اصول حدیث فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کر کے سندِ اجازت[۱] لے کر وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔

یہ وہ مبارک زمانہ تھا جبکہ اہلِ حدیث مکتبہ فکر کی نشر و اشاعت میوات میں اپنی ابتدائی منزلیں طے کر رہی تھی۔ مولانا عبداللہ صاحب نہایت خاموش طبیعت واقع ہوئے تھے۔ بحث و مباحثہ، مجادلہ و مناظرہ سے سخت نفرت تھی۔ قدرتی طور پر آپ کا میلان ابتداء ہی سے تصوّف و سلوک کی طرف تھا۔ اور صوفیاء و سالکین کی کتابوں کے مطالعہ نے اس میں اور اضافہ کر دیا۔ شروع میں آپ

---

[۱] حکیم صاحب مرحوم نے تاریخ میو چھتری ص ۳۸۸ میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے بعض کتابیں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ (متوفی ۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ) سے بھی پڑھیں اور ایک عرصہ تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلکاً حنفی تھے تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں مجاہد فی الدین حاجی عبد اللہ کانگر کھیڑہ والے موضع ساکرس میں پہنچے اور آپ نے مسلک عمل بالحدیث کا چرچا کیا۔ اور رشتہ داریوں کے توسط سے آپ یہاں مسلسل آتے رہے۔ ایک روز اتفاق سے مولانا عبد اللہ صاحب نے اپنے قصبہ ساکرس کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی تو مقتدیوں میں سے کچھ لوگوں نے آپ کی اقتدار میں رفع الیدین اور آمین بالجہر کے ساتھ نماز ادا کی نماز ختم ہونے پر لوگوں نے آمین بالجہر اور رفع الیدین کے مسائل دریافت کرنے شروع کئے۔ یکایک آپ کی زبان فیض ترجمان سے بے ساختہ نکل جاتا ہے۔ کہ اس طرح بھی حدیث میں آیا ہے۔ چند دیندار اور متعصب حنفی بول اُٹھے کہ مولانا صاحب اگر یہ سنّت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اس کو کرنا بھی چاہیئے۔ چند لوگوں نے اسی وقت بلند آواز سے کہا۔ کہ ہم آج کے بعد آمین اور رفع الیدین کیا کریں گے۔ پس مولانا عبد اللہ بھی اسی وقت عامل بالحدیث ہو گئے۔ آپ کے عامل بالحدیث ہو جانے پر مقلدین حنفیہ اور اہلِ حدیث میں ایک قسم کی ہلچل پیدا ہو گئی۔ اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ قصبہ فروز پور جھرکہ جو وسطی میوات کا مشہور تحصیلی مقام ہے۔ حنفی مناظرہ کی تحریک اٹھی۔ جس کے پروان چڑھانے میں مولوی محمد مُرید صاحب آفریدی بھی تھے۔ اس مناظرے کی شہرت میوات کے حدود سے گذر کر دیوبند تک پہنچی بالآخر دیوبند سے حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ (متوفی ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ) صدر مدرس دار العلوم دیوبند کو مناظرہ کرنے کے لئے بلایا گیا۔ آپ کے ہمراہ چند طلباء بھی تھے جنہوں نے فروز پور جھرکہ میں اہلحدیثوں کے خلاف تقریریں بھی کیں۔ جن سے اہلحدیثان میوات میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اور مناظرہ ہونا طے پا گیا۔ احناف برادری کی طرف سے اصرار تھا کہ مولانا محمود الحسن صاحبؒ سے مناظرہ کے لئے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ (متوفی ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ) کو بلایا جائے۔ اہلحدیثان میوات دہلی پہنچے حضرت میاں صاحب تو کسی وجہ سے تشریف نہ لا سکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر اپنے ایک بہاری شاگرد کو جو نہایت فن کار اور لائق ترین عالم تھے مناظرہ کے لئے بھیج دیا۔ ان کے ساتھ دہلی سے اور بھی کئی عالم تشریف لائے۔ اور علمائے اہلحدیث میوات میں حضرت مولانا ابو الحسن صاحب افغانی بھونڑی والے، حاجی منشی احمد خاں صاحب پٹواری رہپوہ، قاضی رحیم الدین صاحب پہاڑی، میاں جی الف خاں شکراوی، مولانا عبد اللہ سیکری، مولانا عبد اللہ صاحب ساکرس اور ایک بڑی تعداد عوام وخواص کی فروز پور جھرکہ پہنچ گئے۔ علمائے میوات نے مولانا محمود الحسن صاحب سے حضرت میاں صاحب کے لائق و فن کار شاگرد بہاری عالم سے مناظرہ کے لئے کہا مگر مولانا محمود الحسن صاحب یہی اِصرار کرتے رہے کہ میں مولانا سیّد نذیر حسین صاحب ہی سے مناظرہ کروں گا۔ جب مولانا محمود الحسن صاحب مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے تو معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

مولانا عبد اللہ صاحب ساکرسوی آخر دم تک مسلک اہلحدیث[۲] پر قائم رہے اور عوام وخواص کو اس کی دعوت دیتے رہے۔ آپ کو صوفیائے کرام

---

[۱] جس وقت علمائے احناف دہلی سے میوات آئے۔ انہوں نے ایک اشتہار اہلحدیث کے خلاف شائع کر دیا۔ جس میں اردو اور عربی کی متعدد غلطیاں تھیں میاں صاحب نے جس بہاری شاگرد کو بھیجا تھا اس نے اس اشتہار کا جواب شائع کیا اور حنفی علماء کی غلطیوں کی پوری نشاندہی کی ان سب اِشتہاروں کو میں نے مولانا عبد الرزاق صاحب رہپوہ کے پاس دیکھا اور پڑھا ہے۔ کیونکہ ان کے دادا حاجی احمد خاں پٹواری نے ان سب کو اپنے پاس بحفاظت جمع کر کے رکھا تھا۔ (محمد اسرائیل ندوی)

[۲] جس وقت آپ اہلحدیث ہو گئے تھے تو آپ کو کچھ دن بعد موضع جھانڈہ والے اپنے گاؤں میں امامت وخطابت کے لئے لے گئے آپ نے یہاں پندرہ سال تک رہ کر دین کی زبردست خدمت انجام دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس گاؤں میں مسلک اہلحدیث کی جڑیں بہت مضبوط ہیں۔ آخر عمر میں صوفیاء اور ان کی کتابوں سے دلچسپی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی کتب سے بڑا شغف تھا۔ چنانچہ مثنوی مولانا روم اور فصوص الحکم، شرح تاویل الحکم اور فتوحات مکیہ، احیاء العلوم کو ہر وقت اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے؛ ۹ رمضان المبارک ۱۲۳۶ھ میں یہ آفتاب علم وعمل ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

حافظ عبد الرحمٰن لاڈمکا

آپ حافظ حسن خاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ بڑے ذی علم اور پکے اہلِ حدیث تھے۔ تصنیف وتالیف کا ذوق بدرجۂ اتم موجود تھا۔ اہلِ حدیث طرز پر نماز کے متعلق ایک رسالہ پچاس صفحات پر "اللباب فی صلاۃ الاحباب" کے نام سے تحریر فرمایا، جو حاجی احمد خاں پٹواری موضع رہیوہ کے قلم کا لکھا ہوا ان کے پر پوتے منشی اسحاق کے پاس موجود ہے۔ اس کے علاوہ بھی پٹواری صاحب کا لکھا ہوا ایک رسالہ "الشہاب الثاقب فی رجم الشیطان المارب لینتفع بہا اہل المثالب والمناقب۔

مصنفہ عبد اللہ خلیل کے بیس صفحات موجود ہیں۔ باقی رسالہ ضائع ہو گیا۔

• • •

(بقیہ حاشیہ ص ۳۹ سے آگے) باقی نہیں رہی تھی۔ آپ کے صاحبزادے میانجی صدیق کی شادی میانجی الف خاں کی لڑکی سے اسی گاؤں میں اقامت کے دوران ہوئی۔ میانجی صدیق نے بھی دین کی بڑی خدمت کی ہے۔

...... تنبیہ : یہاں تک تمام مضامین حکیم صاحب نے لکھوائے تھے صرف میانجی کریم اللہ خاں گوہانوی کے حالات میں نے لکھے ہیں۔ میں ان سب مضامین کو اخبار اہلحدیث دہلی میں شائع کرا چکا ہوں۔ اور اب جدید حواشی کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(محمد اسرائیل ندوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بابِ دوم

علمائے مرحومین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے مرحومین

حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً سنہ ۱۸۷۶ء وفات ۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

فَمَا كَانَ قَيْسٌ هُلْكُهُ هُلْكُ وَاحِدٍ وَلٰكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

علاقہ میوات میں تحریک اہلحدیث کو چلانے والے وہ میواتی مجاہدین اسلام تھے جن کا تعلق براہِ راست خاندان ولی اللہی سے تھا عہدِ شاہجہانی اور عالمگیری میں میوات کے کئی گورنر مسلمان مقرر کئے گئے شہنشاہ عالمگیر کے بعد بھی مسلمان حاکموں کا آنا اور میوات کے قصبوں اور شہروں میں مسجدوں کا تعمیر کرانا تاریخ سے ثابت ہے پھر عہدِ ولی اللہی سے خاندان ولی اللہی کے تلامذہ بڑی کثرت سے یہاں آتے رہے مثلاً شاہ عبدالعزیز کے شاگردوں میں خاص کر مولانا سید محبوب علی صاحب اور مولانا حیدر علی صاحب میوات میں اس طرح دورہ کیا کرتے تھے جس طرح آج کل مبلغ علماء کرتے رہتے ہیں۔ پھر بڑے اور بوڑھوں کی زبانی میوات کے علاقے سے نواب وزیرالدولہ ٹونک کے قافلے کا گذرنا اور حضرت مولانا ولایت علیؒ صادقپوری (متوفی ۱۲۶۹ھ) کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ تذکرہ وسیر کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ اہلِ میوات کی ایک تعداد نے سید احمد بریلوی اور مولانا اسماعیل شہید دہلوی (م ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ) کے ساتھ تحریک مجاہدین میں بھرپور حصہ لیا۔ ان میں ایسے نفوش قدسیہ بھی نظر آتے ہیں، جنہوں نے سید احمد بریلوی کے ساتھ معرکہ بالاکوٹ میں شرکت فرما کر جام شہادت نوش فرمایا۔

ہمارے شیخ مورخ میوات مفکر ملت مصلح قوم حضرت مولانا حکیم عبدالشکور بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد کا تعلق مجاہدین بالاکوٹ سے بہت گہرا رہا ہے آپ کے دادا وزیر خاں میواتی کا ذکر خیر شہدائے بالاکوٹ کی فہرست میں حضرت مولانا غلام رسول مہرؒ (متوفی ۱۶ ر نومبر ۱۹۷۱ء) نے سیرت سید احمد شہید (ج ۲ ص ۴۳۳) میں کیا ہے، دوسرے دادا جواہر خاں جو نوح میں مقیم تھے ان کو انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں تغلب کے بعد بغاوت کے جرم میں پھانسی کی سزا دی۔ اور تمام جائداد بحق سرکار ضبط[1] کر کے نوح کے خانزادوں کو دے دی گئی۔ آپ کے والد نے قصبہ نوح سے شمال کی جانب چار کلومیٹر کی دوری پر موضع فروز پور نمک میں اپنی بہن اور بہنوئی چودھری حافظ محمد اسماعیل صاحب کے یہاں سکونت اختیار کی۔ حکیم صاحب کی پیدائش[2] تقریباً ۱۸۷۶ء میں اسی گاؤں میں ہوئی۔ حکیم صاحب کے پھوپھا چودھری محمد اسماعیل صاحب ایک کھاتے پیتے گھرانے کے فرد اور دینی لگن کے آدمی تھے۔ چودھری صاحب نے فروز پور نمک میں ایک دینی مکتب بھی قائم کر رکھا تھا جس میں ان کے بچے اور گاؤں کے دوسرے بچوں کی ابتدائی تعلیم ہوتی تھی۔ حکیم صاحب کی ابتدائی تعلیم بھی اسی مکتب میں ہوئی۔ چودھری صاحب کا تعلق ولی اللہی سلسلے سے تھا وہ دہلی آتے جاتے تھے، اس لئے ان کی ملاقات اور تعارف حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلویؒ (متوفی ۴ ر شوال ۱۳۱۵ھ مطابق ۲۶ ر فروری ۱۸۹۸ء) سے ہوگیا۔ جو بنگلہ والی مسجد نظام الدین میں درس دیتے تھے۔ چودھری صاحب کی کوشش سے فروز پور نمک سے بارہ ۱۲ طلبا، تعلیم حاصل کرنے کے لئے پہلی دفعہ مسجد بنگلہ والی نظام الدین میں

---

[1] ریکارڈ بندوبست ۱۸۷۷ء موضع ہلٹر (نوح) میں لکھا ہے۔ ایام غدر مالکان قوم میو موان سکنہ قصبہ نوح کے حقیقت بعد رفع مفسدہ بحکم سرکار ضبط ہو کر مالکان بیٹی خانزادہ کو عطا ہوئی۔
(تاریخ میو چھتری ص ۴۶۳)

[2] یہ تاریخ ولادت کا سال اندازاً ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوئے ان بارہ بچوں میں ہمارے شیخ مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ اردو دینیات، فارسی صرف و نحو ادب فقہ حدیث وغیرہ کی ابتدائی کتابیں آپ نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کاندھلوی اور حضرت مولانا الیاس صاحب (متوفی ۱۱ رجب ۱۳۶۳ھ) کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد صاحب (متوفی ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ) سے پڑھیں مزید تحصیل علم کی خاطر مدرسہ فتحپوری کا قصد کیا تاکہ وہاں کے افاضل و اکابر کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے سیرابی حاصل کریں۔ آپ وہاں پر برابر محنت و کوشش کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول رہے یہاں تک کہ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ دوران تعلیم ہی میں آپ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (متوفی بروز جمعہ ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ) سے بیعت کر کے ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

طب و حکمت کے گہوارے میں

جملہ علوم آلیہ و عالیہ سے فراغت کے بعد آپ کو طب و حکمت کی تحصیل کا شوق دامنگیر ہوا۔ ان دنوں لکھنؤ طب و حکمت کا گہوارہ بنا ہوا تھا وہاں پر حکیم عبدالرحمٰن صاحب رعب کا طوطی بول رہا تھا۔ آپ نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر طب و حکمت اور دیگر علوم و فنون کی کتابوں کا درس لیا اور طب علمی و عملی میں مہارت اور تجربہ حاصل کر کے وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔

تقلید سے تحقیق تک

آپ کا میلان شروع ہی سے تحقیق کی جانب تھا اور تقلید جامد سے طبعی نفرت تھی کیونکہ آپ کے آباء واجداد کا تعلق سلسلہ ولی اللہی سے رہا ہے اور تفاسیر و احادیث کے مطالعے نے اس کو خاص جلا بخشی۔ یہی وجہ تھی کہ عام مقلدین کے برعکس ہر مسئلہ کے ثبوت میں حدیث نبوی کو پیش کرتے تھے ایک دفعہ فروز پور نمک میں ایک مسئلہ چھڑ گیا۔ اس کے حل کے لئے مقلدین نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کُتُبِ فقہیہ کو پیش کیا اور آپ نے مؤطا امام مالک مترجم مولانا وحید الزمان[۱] حیدر آبادی (متوفی ۲۵ر شعبان ۱۳۳۸ھ) کو مقلد عالم کے ہاتھ میں دے دیا، مقلد عالم نے مؤطا کو نیچے پھینک دیا جس سے آپ کو ان کی اس حرکت ناشائستہ اور اہانت حدیث پر سخت صدمہ ہوا۔

شیخ الاسلام علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے ایک مناظرے کا ذکر

انگریزوں نے اپنے دورِ حکومت میں آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف عیسائی پادری اور آریہ پنڈت، مرزائی بڑی تیزی سے سرگرم عمل ہو گئے، مسلمانوں کو ہر طرح سے کمزور اور بے سہارا کرنے کی پوری کوشش کی لیکن یہ دور ایسا درخشاں اور روشن تھا کہ علمائے اسلام کو علمی اور عملی لحاظ سے دوسروں پر برتری اور فوقیت حاصل تھی۔ باطل طاقتوں نے پوری قوت سے اسلام پر یلغار کی مگر علمائے اسلام ان کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔ جو شخصیتیں بلاخوف وخطر ان کے سامنے آئیں ان میں بطل جلیل شیرِ پنجاب شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔

---

[۱] حضرت مولانا وحید الزماں بن مسیح الزماں ۱۲۶۷ھ میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم متعدد اساتذہ سے حاصل کی علوم عقلیہ و نقلیہ کے لئے نامور علماء کے حلقہ درس میں داخل ہوئے۔ چنانچہ منطق مولانا لطف اللہ علی گڈھی سے پڑھی فقہ کی تعلیم مولانا عبدالحئی فرنگی محلی سے پائی۔ طب کی تحصیل حکیم احمد علی خاں سے اور تفسیر و حدیث کا درس مولانا بشیر الدین قنوجی سے لیا اور حدیث کی سند استاذ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے ملی اور شیخ حسین بن محسن انصاری یمنی، حافظ عبدالعزیز محدث لکھنوی، مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی سے بھی سند و اجازت حاصل ہے۔ آپ نے نواب صدیق الحسنؒ کی استدعا پر صحاح ستہ اور مؤطا امام مالک کا ترجمہ اردو اور شرح کی ہے، آپ نے ۲۵ر شعبان ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۵ر مئی ۱۹۲۰ء کو نماز مغرب کے بعد انتقال فرمایا۔ غفر اللہ لہٗ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ایک مناظرے کا آنکھوں دیکھا حال مولانا حکیم عبدالشکور ؒ نے اس طرح بیان کیا ہے :

حضرت شیخ الاسلام (مولانا ثناء اللہ) کے مناظرہ کا ایک واقعہ جو میرا چشم دید ہے غالباً ۱۹۰۶ء کی بات ہے شہر دہلی باڑہ ہندوراؤ میں اس مقام پر جہاں آج اخبار اہلحدیث کا دفتر ہے آریہ سماج سے مناظرہ کے لئے ایک عظیم الشان پنڈال قائم کیا گیا تھا۔ جس میں ہندوستان بھر کے آریہ سماجی نمائندے اور بہت سے علمائے اسلام جمع ہوئے تھے آریہ سماج کی طرف سے مناظرین کی تعداد بہت کافی تھی۔ مگر علمائے اسلام میں سے صرف دو عالم منتخب ہوتے تھے۔ (۱) حضرت مولانا عبدالحق صاحب مفسّر تفسیر حقانی اور (۲) امام الہدایت حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ رحمہما اللہ۔ مناظرہ کئی روز تک ہوتا رہا۔ مفسّر قرآن مولانا عبدالحق کو کون نہیں جانتا کہ اس دور میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا وہ جامع معقول و منقول تھے۔ فلسفہ و کلام کی گتھیوں کو سلجھانا اور باطل کو رد کر دینا ان سے بعید نہ تھا مگر میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ جس وقت مناظرہ کے لئے حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنی باری میں کھڑے ہوتے تو آریوں کا سارا مجمع قہقہے لگا کر ہنس پڑتا اور کھسر پھسر کی آوازیں آنے لگتیں مگر جب بطل جلیل حضرت شیخ الاسلام علامہ امرتسری ؒ کا وقت آتا اور آپ اسٹیج پر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اپنے مخصوص انداز میں کہتے ہوئے کھڑے ہوتے تو آریہ سماج کے سارے مجمع پر سناٹا چھا جاتا اور ہوائیاں اڑنے لگتیں۔ آپ کی جوابی تقریروں سے معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے شیخ نے پورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجمع کے دِلوں کو جیت لیا ہے۔

اخبار اہلحدیث، دہلی

حکیم صاحب اس مناظرے سے ایسے متأثر ہوئے کہ فوراً شیخ الاسلام علامہ امرتسری کے معتقد ہو گئے اور اسی وقت آپ کے ہفت روزہ اخبار اہلحدیث امرتسر کے خریدار بن گئے جو آخر وقت تک جاری رہا۔ اور یہ تعلقات ہمیشہ برابر بڑھتے رہے۔

واہ رے تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا وہ بھی میرے دِل میں ہے

موضع نیمکا میں قیام

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ دہلی کے لئے ہوڈل جا رہے تھے تاکہ ریل کے ذریعے سفر طے کریں۔ راستے میں موضع نیمکا میں شام ہو گئی۔ آپ رات میں یہیں ٹھہر گئے۔ یہاں پر ایک میانجی صمد خاں پہلوان با گھوڑیا رہتے تھے۔ ان کے والد مسائل دریافت کرنے کے لئے دہلی مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی بروز دوشنبہ ۱۰ ر رجب ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے انہوں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ مولانا آپ یہاں پر قیام کیجئے ہم آپ کو اپنے بھائیوں کی طرح رکھیں گے۔ آپ وہیں پر اقامت پذیر ہو گئے اور ان سے ایسے وابستہ ہوئے کہ وہیں کے ہو رہے۔ اور سارے اہلِ میوات آپ کو اب تک نیمکاوی ہی کہتے ہیں۔ دینی و دنیاوی اور سیاسی سارے ہی کارنامے آپ نے اسی جگہ بیٹھ کر انجام دیئے۔ ایک دفعہ مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی ۱۶ ر رجب ۱۳۶۲ھ) قصبہ ہوڈل تشریف لائے۔ آپ بھی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے لوگوں نے شکایت کی کہ حکیم صاحب موضع نیمکا میں جمعہ پڑھاتے ہیں حضرت تھانوی نے ممانعت پر دلائل بیان کئے حکیم صاحب نے جواب میں حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھانوی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (الجمعہ آیت ۹) اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان ہو تو اللہ کی یاد کی طرف دوڑو ، یہ آیت ہر مکلّف کو عام ہے اس واسطے کہ کلمہ فَاسْعَوْا الفاظ عموم سے ہے اور ہر مکان شہر و قصبہ و دیہات کو شامل ہے اس میں کسی کی تخصیص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے حکم کو صفت ایمان کے ساتھ معلق کیا ہے پس جو شخص ایمان کی صفت سے متصف ہو اور ان عذرات کے ساتھ معذور نہ ہو جو احادیث میں وارد ہوتے ہیں۔ اس شخص پر جمعہ میں حاضر ہونا اور جمعہ کا ادا کرنا فرض ہے خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی ورنہ لازم آئے گا کہ دیہات میں کوئی مومن نہیں ، حکیم صاحب کی اس تقریر کو سن کر حضرت تھانوی بالکل خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ع اُدھر کہتا گیا وہ اور اِدھر آتا گیا دِل میں

اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں

ہندوستان کی سیاحت

حکیم صاحب تفسیر ، حدیث ، تاریخ اسلام اور تاریخ اقوام و ملل کے بہت بڑے شائق و دلدادہ تھے ، لغت عربی و فارسی میں استناد کا درجہ حاصِل تھا۔ تذکرہ نویسی اور تاریخ نویسی کا ذوقِ سلیم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ مطالعہ کے بے حد شوقین اور کتابوں کا جمع کرنا اور خریدنا آپ کا رات دِن کا مشغلہ تھا۔ اسی جذبہ اور شوق میں آپ نے متحدہ ہندوستان کی تین دفعہ ۱۴ - ۱۵ - ۱۹۱۶ء میں سیاحت کی اور بنگال ، مدراس ، سندھ ، بمبئی ، راجستھان ، پنجاب (جس میں پنجاب پاکستان بھی شامل تھا) یوپی ۔ بہار ، مدھیہ پردیش ، آندھرا پردیش وغیرہ میں کافی دِنوں قیام فرمایا۔ اور تاریخ میو چھتری کے لئے مواد جمع کرتے رہے ہندوستان کے جس مقام شہر اور قصبہ میں میواتیوں کا پتہ چلتا وہاں پر تشریف لے جاتے۔ اور حالات معلوم کر کے نوٹ کرتے لیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واپسی میں کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے ساتھ لے کر لوٹے۔ سیاحت کے دوران آپ کو متعدد مذاہب کے علماء سے واسطہ پڑا اور آریوں، قادیانیوں، عیسائیوں، اہلِ قرآن اور احناف سے مناظرے بھی کئے جن میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کا قیام

اس سے پہلے کہ ہم حکیم صاحب کی مرکزی جمعیۃ کے تحت تبلیغی مساعی کا ذکر کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی جمعیۃ کے قیام پر بھی روشنی ڈالیں۔

صوبہ بہار میں آرہ بہت مشہور مقام ہے یہاں پر حضرت علامہ حافظ محمد ابراہیم صاحب آروی رحؒ (متوفی ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ) نے ایک اہلحدیث درس گاہ مدرسہ احمدیہ کے نام سے قائم فرمائی یہ مدرسہ اپنے عہد میں اہلِ حدیث بہار کی یونیورسٹی تھی جس میں منہاج سلف کے مطابق حدیث کی تدریس کے علاوہ عصری علوم سے استفادہ کرنے میں ممتاز تھی۔ اس میں تمام حصص ملک کے طلباء حاضر ہو کر علومِ نبوی سے سیرابی حاصل کرتے تھے اسی مدرسہ میں مذاکرہ علمیہ کے نام سے ہر سال بڑے وسیع پیمانے پر سالانہ جلسہ ہوا کرتا تھا جس میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی بروز دوشنبہ ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء) کے مشاہیر تلامذہ اور خلفاء حضرت استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب محدث غازی پوری (متوفی ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء) حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب محدث رحیم آبادی (متوفی بروز اتوار ۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۱۸ء) عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عین الحق صاحب پھلواری (متوفی بروز منگل ۱۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۳ھ) حضرت العلام مولانا شمس الحق صاحب محدث ڈیانوی صاحب، عون المعبود شرح ابی داود (متوفی ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ) حضرت مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالعلیٰ علامہ عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری صاحب، تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی (متوفی ۱۶ ر شوال ۱۳۵۲ھ) مجتہد العصر حضرت علامہ شیخ حسین عرب صاحب یمنی بھوپالی (متوفی شب بدھ ۱۱ ر جمادی الثانیہ ۱۳۲۷ھ) حضرت العلام مولانا عبدالسلام مبارکپوری مصنف سیرۃ البخاری (متوفی ۱۸ ر رجب ۱۳۴۲ھ) حضرت العلام مولانا سید عبدالسلام صاحب (متوفی ۴ ر محرم ۱۳۳۵ھ) نبیرہ شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین، حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (متوفی بروز دوشنبہ ۴ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۵ ر مارچ ۱۹۴۹ء) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہم کے متبرک ہاتھوں سے ۶ ر ذی قعدہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۲۲ ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند (آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس) کی تاسیس اور تشکیل ہوئی اور اس کے صدر باتفاق رائے عارف باللہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری رحمہ اللہ قرار پائے اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مرحوم مقرر کئے گئے اور صدر دفتر کے لئے شہر دہلی کو منتخب کیا گیا کانفرنس کے جگہ جگہ بڑے بڑے جلسے ہوئے اس کی زیر نگرانی واعظین ومبلغین کی جماعت نے ملک کے گوشے گوشے میں توحید وسنّت کی آواز کو پہنچایا جس طرح مولانا امرتسری مرحوم نے اپنی علمی عملی دماغی قابلیتوں کو مسلک اہلحدیث کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دیا تھا اسی طرح جناب شیخ حافظ حمید اللہ[1] مرحوم رئیس اعظم پنجابیان دہلی نے توحید وسنّت کی اشاعت کے لئے اپنی تجوریوں کے

---

[1] شیخ حافظ حمید اللہ رحمہ اللہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ علم اور علماء اور مدارس ومساجد پر بے پناہ دولت صرف کرتے تھے۔ جماعتی امور کے لئے کبھی بھی ان کی تجوریوں کے منہ بند نہیں ہوئے علماء اور صلحائے جماعت پر بے حد و بے شمار دولت لٹاتے تھے۔ تیس (۳۰) دینی مدارس کو مدد دیتے ہزاروں روپے سالانہ کانفرنس (مرکزی جمعیۃ) پر خرچ کرتے جب کانفرنس خسارے سے دوچار ہوتی تو اس کے خسارے کو اپنی جیب خاص سے پورا کر دیتے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوتی۔ آپ کی وفات پر بہت سے تعزیتی جلسے ہوئے اخبارات میں ←

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہ کھول دیئے جیب خاص سے ہزارہا روپیہ سالانہ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس پر صرف کرتے تھے۔ بہت سے اسلامی مدارس و مکاتب کو امداد دیتے اہلحدیث مقامات پر مساجد تعمیر کراتے مدارس کی عظیم الشان عمارتوں پر جیب خاص سے

بے شمار مضامین لکھے گئے، ہمارے شیخ علامہ حکیم عبدالشکور رحمہ اللہ نے آپ کی وفات پر اخبار اہلحدیث دہلی میں جو نوٹ لکھا ہم اسے پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔

اہلحدیث کی دنیا ہمارے شہر دہلی کے نامور تاجر حافظ حاجی حمید اللہ صاحب فنانس سکریٹری اہلحدیث کانفرنس دہلی سے بخوبی روشناس ہیں اور ان کی علمی و مالی فیاضیوں نے ایک ایسی مثال پیش کر دی ہے جس کا نمونہ ہم کو تاریخ میں تو ضرور ملتا ہے مگر دورِ حاضر میں اس کو تلاش کرنا میرے ناقص علم میں فعل عبث ہے۔

آہ ——— فآہ ——— ثم آہ

یہ گوہر نایاب ۲۷ دسمبر ۱۹۵۰ء (مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ) کی رات کو ہمیشہ کے لئے ہم سے گم ہو گیا آج دنیائے اہلحدیث میں ماتم بپا ہے۔ ہندوستان و پاکستان کی سرزمین کے انسانوں میں چرچا ہے۔ علماء غمگین بیٹھے ہیں، طلباء غم کے مارے نڈھال ہیں۔ بیشمار بیوائیں بزاس ہو چکی ہیں۔ بیشمار فقراء و مساکین فکر میں بیٹھے ہیں کہ ان کی زندگی کا بڑا سہارا جاتا رہا حافظ صاحب نے اپنی زندگی کی چورانوے ۹۴ منزلیں طے کیں۔ ہمیں ان کی زندگی کے ابتدائی حالات تو معلوم نہیں مگر نصف صدی سے ہم کو براہِ راست خود معلوم ہے کیونکہ اہلحدیث کانفرنس اور مدرسہ دارالعلوم شکراوہ کے سلسلے میں بہت عرصہ سے مجھے ان کی نیازمندی کا فخر حاصل تھا، وہ مذہب اہلحدیث کے ایسے زبردست مناد و معاون تھے کہ تاریخ اہلحدیث میں ان کا نام ثبت رہے گا۔ انہوں نے مسلک اہلحدیث کی اشاعت کے لئے لاکھوں کتابیں فی سبیل اللہ تقسیم کیں جن میں حدیث و تفسیر کی بڑی بڑی کتابیں بھی شامل ہیں۔ صرف ایک تقویۃ الایمان ایک لاکھ تقسیم کی۔ ہزاروں مسجدوں کی مرمتیں اور تعمیریں کرائیں بے شمار کنوئیں مسجدوں میں بنوائے۔ ہزارہا مذہبی جلسے منعقد کرائے۔ علماء و حفاظ اور مبلغین کی خدمت تو انہوں نے اس قدر کی ہے کہ اس طبقہ کے لوگ بہت عرصہ تک انھیں یاد رکھیں گے ——— یوں تو حافظ صاحب کی لاتعداد یادگاریں ہیں سرزمینِ ہند اور بیرونِ ہند میں حتیٰ کہ مدینہ طیبہ میں بھی ان کا مدرسہ موجود ہے مگر آخر عمر میں مرحوم کی زیادہ توجہ صرف اہلحدیث کانفرنس اور مدرسہ دارالعلوم شکراوہ اور اخبار اہلحدیث پر مرکوز رہی مجھ سے آخر میں انہوں نے بار بار اہلحدیث کانفرنس کے جاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی رقمیں خرچ کیں مدرسہ محمدیہ قصبہ باڑی راجستھان اور دارالعلوم شکراوہ (جامعہ سلفیہ میوات) ہریانہ کی عظیم الشان عمارتیں اپنے بانی مرحوم کی زندہ یادگاریں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

رکھنے کا تقاضا کیا اور اخیر رات جس میں ان کا انتقال ہوا ہے اس کی شام کو مرحوم نے جو آخری خط مجھے لکھوایا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اہلحدیث کانفرنس، مدرسہ دارالعلوم شکراوہ اور اخبار اہلحدیث کیلئے کوئی مشورہ یا تجویز یا وصیت کرنی چاہتے تھے۔ افسوس کہ میں ان کی حیات میں نہ پہنچ سکا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ رب العالمین حافظ صاحب مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرماتے اور بہترین مہمانی فرماتے۔ ہم سب کی طرف سے ان کو بہترین بدلے عطا فرماتے ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل مرحمت فرماتے اور ہم سب کو ان کی طرح مذہب و ملّت کیلئے جان و مال قربان کرنے کی توفیق ارزانی فرماتے۔ ان کے خلف الرشید حافظ محمد سلمہ، کے ایمان و عمر و تندرستی میں برکت عطا فرما کر سچا جانشین بنادے آمین یارب العالمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(ملخصاً از اخبار اہلحدیث دہلی ج ۲۱ نمبر ۱ ص ۲ یکم فروری ۱۹۵۱ء)

حضرت علامہ مولانا نذیر احمد املوی رحمہ ستمبر ۱۹۴۷ء شوال ۱۳۳۶ھ میں دہلی کے خونیں ہنگامہ میں اپنے علمی نشیمن دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں مقیم تھے پولیس نے آپ کو اور آپ کے ساتھ مدرسہ رحمانیہ کے تین آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ پانچ روز حوالات میں رکھا پھر دہلی جیل بھیج دیا۔ حافظ صاحب مرحوم نے علامہ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ دریا دلی کا جو ثبوت دیا اسے علامہ کی زبانی سنئے۔

پولیس نے ہم پر تین قسم کے مقدمات دائر کئے تھے، ایک کیس کے متعلق تو ہمیں جیل میں بتایا گیا تھا کہ یہ خون کی ایسی شدید دفعہ ہے کہ اس میں ضمانت بھی نہیں ہوسکتی، لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کامل ایک ماہ کے بعد جب عدالت میں ہماری پیشی ہوئی تو الزامات کے عدم ثبوت کی بنا پر پہلی ہی پیشی پر مجسٹریٹ نے ہمیں بری کردیا، حاجی عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ خود تو مع متعلقین پاکستان چلے گئے مگر مقدمات کی پیروی کے لئے ان کے منشی عزیز احمد پیروی کے لئے کچہری میں موجود تھے۔ وہیں کچہری میں ہمیں معلوم ہوا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیۃ کے تحت دعوت و تبلیغ

حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری مرحوم سے آپ کے تعلقات بہت گہرے تھے جہاں کہیں کوئی جلسہ یا مناظرہ ہوتا آپ وہاں حاضر ہو کر مولانا سے مستفید ہوتے۔ آپ کے اندر تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ آپ کے اسی جذبہ اور شوق کو دیکھ کر حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ اور حافظ حمید اللہ رحمہما اللہ نے آپ کو مرکزی جمعیۃ کے تحت وعظ و تبلیغ کے فریضہ کو ادا کرنے کا مشورہ دیا آپ نے اس کو بخوشی قبول کیا آپ نے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ۱۹۱۷ء میں جمعیت کے تحت دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور یہ سلسلہ برابر سات ماہ تک جاری رہا یہاں تک کہ آپکی والدہ نے آپ کو اپنے پاس واپس بلا لیا آپ اپنی والدہ کے حکم کی بجا آوری میں گھر لوٹ آئے تاکہ ان کی خدمت اور دیکھ بھال کر سکیں۔

ہم لوگوں کو آج سے چار روز پیشتر حافظ حمید اللہ صاحب کی چالیس ہزار روپے کی ضمانت پر رہا ہو جانا چاہیئے تھا یہ سشن جج کے یہاں سے بڑی کوششوں کے بعد منظور کرائی جاسکی ہے۔ ضمانتی کاغذات اور چالانی فارم پر جو پتے درج ہیں ان کے تھوڑے سے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جیلر نے منظور نہیں کیا۔ اس وقت دہلی کے حالات اتنے خطرناک تھے کہ آج ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت میں ایسے مسلمان کا ساتھی بن جانا جس پر چھ انسانوں کے قتل کا الزام ہو۔ یہ واقعہ جہاں ہمارے ساتھ حافظ صاحب کی پر خلوص محبت اور ہمدردی پر دلالت کرتا ہے وہاں ان کی زبردست جرآت ایمانی کا بھی پتہ دیتا ہے۔ یہ حافظ صاحب کا مجھ پر وہ احسان ہے جو میرے لئے ناقابل فراموش ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مخصوص عنایات سے نوازے ان پر اپنی رحمتیں برسائے اور آخرت کی تمام مشکلات آسان کر دے آمین (اخبار اہلحدیث دہلی ج ۱ نمبر ۳ ص ۶)

حافظ صاحب تقریباً تیس سال تک کانفرنس کے نائب ناظم رہے۔ آپ کی وفات کے بعد صدر کانفرنس حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب آروی نے مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۵۱ء کو آپ کے صاحبزادے حافظ محمد یحییٰ کو آپ کی جگہ نائب ناظم مقرر کیا جس کی بعد میں مجلس عاملہ نے توثیق کر دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ امرتسری اور حافظ صاحب رحمہما اللہ علیہما سے آپ کے تعلقات برابر بڑھتے رہے یہاں تک کہ جب کوئی کام حافظ صاحب کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ سے ضرور مشورہ لیتے ۱۹۴۷ء کے بعد تو حافظ صاحب کو آپ کے علاوہ کوئی رائے اور مشورہ دینے والا ہی باقی نہ رہا جب بھی ضرورت ہوتی اسی وقت آپ کو دہلی بلوا لیتے۔

سوکھپوری میں مدرسہ اشاعت القرآن والحدیث کا قیام

حکیم صاحب بہت حساس و فہیم واقع ہوئے تھے آپ ہمیشہ دین و مذہب کی ترقی کے لئے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے اسی مذہبی ترقی کے لئے آپ نے سوکھپوری میں ایک دینی مدرسہ ۱۹۲۴ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار مرحوم کے تعاون سے جاری کیا۔ آپ برابر اس کی سرپرستی کرتے رہے اور حتی المقدور اس کا تعاون فرماتے رہے، راز صاحب جب فارغ التحصیل ہوکر میوات تشریف لاتے تو ان کو بھی اسی مدرسے میں مدرس دوم مقرر کر دیا۔ دونوں مخلص علماء نے بے حد جانفشانی سے مدرسے کو چلایا اور مدرسہ ترقی پذیر رہا۔ مگر یکایک ایسے حالات پیش آئے۔ جن کی وجہ سے مدرسہ ختم ہوکر بچوں کا مکتب رہ گیا۔ اس کی تفصیل شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ کے حالات میں پیش کی جائے گی۔

اخبار آفتاب میوات کا اجراء

جیسا کہ آپ کی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے آپ اردو کے بہت کہنہ مشق انشاپرداز ادیب تھے آپ اپنے طرزِ نگارش کے خود ہی موجد تھے، طرزِ نگارش بہت سادہ اور دلکش تھا۔ تحریر و تقریر کا ملکہ تامہ آپ کو حاصل تھا۔ تحریر میں تاثیر کشش اور جاذبیت ایسی تھی کہ قاری کے دل میں گھر کر جاتی تھی۔ دینی و مذہبی جذبہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیاسی بصیرت سے بھی نوازا۔ قوم و علاقہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترقّی سے بے حد دلچسپی تھی چاہتے تھے کہ علاقہ میوات اور میو قوم کی اصلاح و سدھار ہو اور وہ دینی و دُنیاوی حیثیت سے ترقی کرے ان کے اندر صحیح اسلام اور منہج سلف کی روح پیدا ہو جائے اور مستقبل قریب میں یہ قوم اسلام کا صحیح نمونہ ثابت ہو اسی جذبہ کے تحت اصلاح میوات، تاریخ میوات، حالات میوان وغیرہ کتابیں تحریر فرما کر مفت تقسیم کرائیں، چودھری محمد یٰسین خاں صاحب سے مل کر آل انڈیا میو پنچایت کی بنیاد رکھی اور اس کی طرف سے ایک اخبار آفتابِ میوات (پندرہ روزہ) کے نام سے ۱۹۲۸ء میں جاری کیا جو آٹھ سال تک پابندی کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا۔ اس کے تمام اخراجات آپ خود ہی برداشت کرتے تھے، کچھ ہی عرصہ بند رہا پھر جاری ہو گیا جو ۱۹۴۵ء تک جاری رہا۔ اس وقت آزادئ وطن کی تحریک زوروں پر تھی اور متحدہ پنجاب اس کا اصل مرکز بنا ہوا تھا۔ آپ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سیاسی طور پر بہت سے اُتار چڑھاؤ دیکھے۔ سیاسی بصیرت اللہ تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائی کہ لاینحل گتھیوں کو اپنے حسنِ تدبیر سے فوراً سلجھا دیتے چودھری یٰسین خاں صاحب کو جب کوئی سیاسی و قومی پریشانی لاحق ہوتی تو مشورہ کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اخبارات کو دیکھ کر یہ بتا دیتے تھے کہ ہوا کا رُخ اب کدھر ہے ۱۹۴۷ء میں ایک دفعہ میں آپ کے پاس کچھ لکھ رہا تھا کہ چودھری یٰسین خاں صاحب کا قاصد رُقعہ لے کر حاضر ہوا اس میں لکھا تھا کہ موضع کوٹ میں جلسہ ہے آپ ضرور شرکت کیجئے آپ نے برجستہ فرمایا کہ اگر چودھری صاحب نے شرکت کی تو گرفتار کر لئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲۸ مارچ ۱۹۲۳ء میں برین میو ہائی اسکول نوح کا سنگِ بنیاد جناب سر فضل حسین وزیر مالیات کے دستِ مبارک سے رکھا گیا، آپ کی رائے اور مشورہ اس میں برابر شامل رہا۔ سب سے پہلے چودھری یٰسن خاں صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے پاس نیمکا حاضر ہوئے اور آپ کو ساتھ لے کر گرد و نواح کے قصبات و دیہات میں چودھری صاحبان کے پاس پہنچے۔ آپ نے اس کی پُر زور تائید کی اور دوسروں سے کرائی خود چندہ دیا اور دوسروں سے دلوایا۔ اور ہمیشہ اس کے تعمیری معاملات میں دلچسپی لیتے رہے۔ اب یہ ہائی اسکول سے ترقی کر کے کالج ہو گیا ہے۔ چودھری یٰسین خاں کے صاحبزادے چودھری طیب حسین خاں صاحب اس کے نگراں ہیں۔

میوات میں جمعیۃ اہلحدیث ہند کا اجلاس عام

جمعیۃ اہلحدیث ہند کی شاخیں پورے ہندوستان میں قائم ہو چکی تھیں۔ علاقہ میوات میں بھی اس کی ایک شاخ انجمن اہلحدیث میوات کے نام سے قائم ہوئی جس کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجبار صاحبؒ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا حکیم عبد الشکور صاحبؒ اور مولانا محمد داؤد صاحب راز اس کے روحِ رواں تھے تینوں حضرات اور علاقہ کی جماعت اہلحدیث کے حساس افراد نے فیصلہ کیا کہ جمعیۃ اہلحدیث کا اجلاس عام شیخ الاسلام علامہ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زیرِ صدارت میوات میں کیا جائے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجبار مرحوم فرماتے ہیں۔

پوری جماعت اہلحدیث میوات اور حافظ حمید اللہ مرحوم کے خصوصی تعاون سے ایک عظیم الشان اجلاس کا پروگرام بنایا گیا جس میں تیس (۳۰) اکابر علماء اہلحدیث کو دعوت دی گئی۔ حضرت العلام مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو بحیثیت صدر جلسہ خصوصی دعوت دی گئی۔ آپ تشریف لاتے باقی علماء کرام نے اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ اللہ کے فضل و کرم سے بڑی شان سے یہ تاریخی و مثالی اجلاس عام

؎ یہ اجلاس مولانا محمد داؤد راز صاحب کی فراغت ۱۳۴۸ھ کے بعد ہی ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منعقد ہوا پوری میوات اور اطراف کے لوگ اہلحدیث واحناف شریک اجلاس ہوئے بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے کامیاب رہا۔ یہاں کے لوگوں سے جن کے سروں پر عمامے اور چہروں پر داڑھیاں تھیں حضرت مولانا امرتسری رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی یہاں آجاؤں مگر کیسے آؤں گھر پر بہت سی مشغولیتیں ہیں۔

(ماہنامہ نور الایمان جلد ۱۵ شمارہ ۱۲ ص ۸ و ۹)

اس اجلاس کا آنکھوں دیکھا حال حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

انجمن اہلحدیث میوات کا تبلیغی اجتماع ایک غیر معمولی ماحول میں منعقد ہونے والا تھا۔ اراکین انجمن فیصلہ کر چکے تھے کہ اس اجتماع کی صدارت حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری مرحوم فرمائیں گے، چنانچہ آپ سے خط وکتابت کی گئی۔ لیکن آپ کو کچھ خانگی مجبوریاں لاحق تھیں۔ ادھر علاقہ کے مسلمانوں کا اصرار تھا کہ مولانا ضرور تشریف لائیں آخر بمشورہ جناب شیخ حافظ حمید اللہ صاحب مرحوم بزرگوارم جناب مولانا حکیم عبدالشکور صاحب ناظم انجمن مذکور آپ کی تشریف آوری کی منظوری لینے کے لئے مرحوم کی خدمت میں امرتسر پہنچے۔ حکیم صاحب کی اس بالمشافہ درخواست کا مرحوم نے ایسا اثر لیا کہ خانگی مجبوریوں کو زباں تک نہ لائے بلکہ فوراً بطیب خاطر درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔ ۱۵۔ ۱۶ ار شوال ۱۳۵۰ھ کو یہ عظیم الشان تبلیغی اجتماع قصبہ شکراوہ ضلع گوڑگانوہ میں مرحوم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ میوات کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع نہ پہلے ملتا ہے نہ بعد کے آنے والے سالوں میں خادم (راز) نے ایک طول طویل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استقبالیہ قصیدہ پیش کیا جس کے چند بند یہ ہیں۔

بنا میوات کا خطہ گلستاں کن کی آمد سے ہوا ہے غیرت گلزار رضواں کن کی آمد سے
نظر آتا ہر اک مست و نازاں کن کی آمد سے ہر اک ذرہ ہے رشک مہر تاباں کن کی آمد سے

جدھر دیکھو اُدھر باران رحمت فضل باری ہے
فضائے دلربا ہے ہر طرف باد بہاری ہے

چونکہ شیر اسلام علامہ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے

ے شیخ الاسلام شیر پنجاب علامہ ثناء اللہ امرتسری ماہ جون ۱۸۶۸ء مطابق ۱۲۸۷ھ بمقام امرتسر پیدا ہوئے فارسی کی ابتدائی کتب ادھر ادھر پڑھ کر مولانا احمد اللہ امرتسری سے شرح جامی اور قطبی تک پڑھ ڈالیں کتب احادیث حافظ الحدیث استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے پڑھ کر ۱۳۰۷ھ میں سند حاصل کی، پھر امام نذیر حسین محدث دہلوی کی شاگردی اختیار کی اور سند و اجازہ لے کر سہارنپور مدرسہ مظاہر العلوم پہنچے وہاں فارغ ہو کر سند حاصل کی اور دیوبند پہنچکر مولانا محمود الحسن سے معقول و منقول کی کتابیں پڑھ کر سند حاصل کی ز اں بعد مدرسہ فیض عام کانپور میں داخل ہو کر مولانا احمد حسن سے جملہ کتب نصاب پڑھیں اور درس حدیث میں بھی شامل ہوئے اور ۱۳۱۰ھ میں فارغ ہو کر جلسہ عام میں دستار بندی سے سرفراز ہوئے۔ اسی جلسہ میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ فراغت کے بعد مدرسہ تائید الاسلام امرتسر اور پھر مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ میں صدر مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ اس کے بعد تصنیف و تالیف اور بحث و مناظرہ میں مشغول ہو گئے۔ اور اتنی شہرت حاصل کی کہ ہر فرقہ کے علماء آپ کو مناظر کی حیثیت سے اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف دعوت دینے لگے۔ مناظرانہ موضوع پر آپ کی زبان و قلم کو جو دسترس حاصل تھی اس کا نقشہ مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈہ نگری نے اس طرح کھینچا ہے۔

اگر پوری دنیائے اسلام کے اکابر علماء کسی ایک مجلس علمی میں جمع ہوں اور بیک وقت عیسائیوں، آریوں، سناتن دھرمیوں، ملحدوں، نیچریوں قادیانیوں شیعوں، منکرین حدیث چکڑالویوں، بریلویوں، دیوبندیوں، ست دھرمیوں سے غرض ہر فرقہ سے ایک ایک گھنٹہ مسلسل نو گھنٹے بحث و مذاکرہ کی نوبت آئے تو عالم اسلام کی طرف سے کون کون ہستیاں ہوں گی مجھے معلوم نہیں لیکن پاکستان و ہندوستان، برما اور لنکا جزیرہ جاوا و سماترا کی طرف سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ بیشتر اکابر علماء اہلحدیث حضرت العلاّم مولانا ابوالقاسم[1] سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ بُلبل چمنستانِ حدیث

صرف ایک ہستی پیش ہوسکتی ہے اور وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کی تھی آج ان کی رحلت کے بعد ہندوستان و پاکستان کی یہ سربلندی شاید باقی نہیں رہی ان کے جاتے ہی بازار علمی کی یہ صدر نشینی بھی اب ختم ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (ندائے مدینہ کانپور)

پنڈت رام چندر اور مہاشہ شانتی سروپ آریہ سماج کے بڑے کامیاب اور مایۂ ناز مناظر تھے مگر وہ بھی اس شیر اسلام کی تاب نہ لا سکے، آپ نے مختلف موضوعات پر تقریباً ۱۳۱ تصنیفات چھوڑیں جن میں تفاسیر قرآن مجید، تردید عیسائیت، تردید آریہ، تردید قادیانیت، تردید مقلدین جامدین، حمایت اہلحدیث تنقیدی کتب، اسلامی کتب علمی و ادبی مضامین پر مشتمل ہیں۔

تقسیم ملک کے نتیجے میں شر و فساد کی جو آگ بھڑکی اور نہتے اور بے بس مسلمانوں کو جلا کر خاکستر کرگئی اسی میں ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو آپ کے اکلوتے صاحبزادے مولانا عطاءاللہ کو سکھ و ہندو بلوائیوں نے بم سے شہید کردیا ۱۴ اگست کو آپ لٹ لٹا کر دارالکتب ثنائیہ۔ دفتر اہلحدیث، دسیوں مکانات، ثنائی برقی پریس، ذاتی کتب خانہ، نقد روپے اور سامان و زیورات، پارچہ جات اور دیگر بے شمار سامان و اسباب لٹا کر، فرزند کا صدمہ اٹھا کر پاکستان ہجرت فرما کر لاہور پہنچے وہاں سے گوجرانوالہ تشریف لے گئے اور چار ماہ بعد سرگودھا میں خدمتِ دین کے ارادے سے سکونت اختیار کی آپ تباہ و برباد ہو کر بے در و بے زر پاکستان گئے مگر تقویٰ و پرہیزگاری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ایسی حالت میں بھی غرباء و مساکین کا خاص خیال رکھتے جود و سخا کا دریا تکلیف و عسرت کے ایام میں بھی رواں دواں رہا۔ ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو آپ کی دائیں جانب فالج کا سخت حملہ ہوا اور سوا مہینہ صاحب فراش رہ کر اسی سال کی عمر میں ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ بوقت صبح عالم فانی سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

[1] آپ کا نام محمد کنیت ابوالقاسم لقب سیف الاسلام تھا، آپ یکم شوال ۱۳۰۷ھ بدھ کی رات بنارس میں پیدا ہوئے آپ کے والد مولانا محمد سعید محدث (متوفی ۱۸ رمضان ۱۳۲۲ھ) کا وطن

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا عبدالتواب[1] علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ ادیب الملت حضرت مولانا محمد سورتی[2] رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال حضرات اور حافظ حمید اللہ جیسی مایۂ ناز ہستیاں موجود تھیں ان وجوہات

(بقیہ حاشیہ شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحؒ)
عالم جاودانی کو الوداع کہہ گئے اور سرگودھا کی زمین میں یہ گوہر نایاب ہمیشہ کی نیند سو گیا
اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ ۔

؎ نماند جہاں جاودانے بکس خدا تے جہاں جاوداں ست وبس

(بقیہ حاشیہ ابوالقاسم سیف الاسلام)
کنجاہ ضلع گجرات پنجاب ہے، عبیداللہ نو مسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا علم وفضل سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بنارس میں سکونت اختیار کی اور بنارسی مشہور ہو گئے۔ مولانا سیف ۱۶ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے قرآن مجید کے حافظ تھے مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی مولانا شمس الحق ڈیانوی، شیخ حسین عرب یمنی، مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے سندات حاصل کیں، بہترین مقرر اور مناظر تھے ۴۵ کتابوں کے مصنف تھے ۳۹ بار بخاری ومسلم اور تفسیر قرآن کا درس دیا تقریباً سات سو طلباء نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض اٹھایا ملکی سیاسیات میں بھی حصّہ لیتے رہے الغرض بے نظیر انسان تھے ۴ صفر ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۴۹ء بروز جمعہ بنارس ہی میں انتقال فرمایا۔ غفراللہ لہ۔

[1] مولد غزنی سن ولادت ۱۲۸۸ھ ہے ابتدائی تعلیم امرتسر میں حضرت مولانا عبداللہ غزنوی سے ہوئی ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا حدیث مولانا حمید اللہ میرٹھی (سراوہ) سے پڑھی اور سند و اجازت مولانا رشید احمد گنگوہی علامہ بشیر احمد سہسوانی، شیخ حسین یمنی اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی شیخ شعیب مکی سے بھی اجازت وسند حاصل ہوئی۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے کتب احادیث کے حفظ پر انعام کا اعلان کیا اور صحیح بخاری پر ایک ہزار انعام مقرر کیا آپ نے اس کے حفظ کا التزام کیا بے شمار احادیث حفظ ہو گئیں جن سے وعظ میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہریں بہا دیتے تھے۔ مختلف مدارس ومساجد اہلحدیث میں مدرس وخطیب رہے گنور ۱۰ سال، دانہ پور پٹنہ ۱۰ سال، علی گڑھ ۲۰ سال یہاں تک کہ وطن ہی علی گڑھ بنا لیا اور علی گڑھی مشہور ہوئے (تراجم علمائے حدیث ہند ص ۲۳۴)

[2] حافظ القرآن والحدیث ادیب الملت علامہ محمد بن یوسف السامرودی السورتی شعبان

←

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر کم از کم میرے لئے یہ اجتماع ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے استقبالیہ قصیدے کے آخری شعروں میں ایک شعر یہ تھا ؎

مرے اللہ ان کی عمر عمرِ جاوداں کردے
مرے مولا انہیں دونوں جہاں میں کامراں کردے

"عمرِ جاوداں" پر حضرت مولانا مرحوم نوٹ دیتے ہیں۔
مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔

(مقدمہ فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۰، حیاتِ ثنائی ص ۲۱۲)

اس جلسہ کے بعد جماعت اہلحدیث میوات کے حوصلے بلند ہوئے اور وہ

۱۳۰۷ھ کو سامرود میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڑھی و مولانا محمد جعفر بمبوی سے حاصل کی، ۱۳۲۱ھ کو دہلی پہنچے اور کتب احادیث مولانا عبدالسلام دہلوی، مولانا عبدالوہاب ملتانی اور مولانا شرف الدین محدث دہلوی سے پڑھیں اور ادب عروض قافیہ، لغت مولانا یوسف حسین خانپوری سے حاصل کی ۱۳۲۷ھ میں حیدرآباد تشریف لے گئے اور شیخ محمد طیب بن محمد صالح مکی سے منطق، حکمت، ادب کو حاصل کیا، قوت حفظ و یادداشت وسعت مطالعہ میں بے مثال تھے۔ علوم وفنون صرف نحو لغت ادب، اخبار و انساب اور رجال میں مہارت تامہ حاصل تھی کہ دوسرا آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا حافظہ اتنا غضب کا تھا کہ فنون حدیث و اشعار و ادب کو سن کر اسلاف کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں مدرس رہے پھر جامعہ رحمانیہ بنارس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد بمبئی میں ایک اہلحدیث مدرسہ میں درس دیا۔ ٹونک میں شادی کرلی تھی اس لئے وہاں اکثر آتے جاتے تھے، نادر و نایاب کتابوں کے جمع کرنے کا بیحد شوق تھا آخر میں پوری توجہ حدیث نبوی پر مرکوز ہوگئی تھی۔ مسلک عمل بالحدیث کے سختی سے پابند تھے۔ احناف اور دیگر مقلدین کا سخت رد کرتے تھے۔ مقدمہ فی الصرف، مقرب فی النحو، الزیادات الوافیہ علی الکافیہ الشافیہ، شرح دیوان حسان۔ الانصاف فیما جری فی نحو ابی ہریرہ من الخلاف، کتاب زکاۃ الصید، شیخ عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اردو ترجمہ وغیرہ تصانیف چھوڑیں۔ ۱۵ رجب ۱۳۶۱ھ (مطابق اگست ۱۹۴۲ء) کو علی گڑھ میں اللہ کو پیارے ہوگئے اور وہیں دفن ہوئے۔ غفر اللہ لہ وجعل الجنۃ مأواہ۔ (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۰۴ و ۴۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برابر جماعتی کاموں میں حصہ لیتے رہے یہاں تک کہ جماعت کے ارباب حل و عقد نے فیصلہ کیا کہ میوات میں آل انڈیا پیمانے پر اہلحدیث کا جلسہ ہو لہٰذا آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے تحت ایک بہت بڑا جلسہ ۱۱، ۱۲، ۱۳، ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲، ۲۳، ۲۴، مئی ۱۹۳۷ء کو حضرت مولانا محمد جونا گڈھی رح کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

الجامعۃ السلفیہ میوات (دار العلوم شکراوہ) کا قیام

حضرت مولانا حکیم عبد الشکور رح کے تعلقات علماء، شعراء، ادباء، حکماء و اطباء اور دیگر سیاسی و قومی رہنماؤں سے اچھے خاصے تھے۔ تاریخ اسلام، تاریخ ہند اور تاریخ اقوام و ملل سے

ل‍ه حضرت مولانا محمد بن ابراہیم کا اصل وطن جونا گڑھ تھا ابتداء میں اپنے وطن میں کچھ پڑھا پھر دہلی آ کر مولانا عبد الوہاب صدری کے مدرسہ میں صرف، نحو، حدیث، تفسیر وغیرہ علوم حاصل کئے۔ حدیث کی بعض کتابیں مولوی عبد الرشید صاحب رح (مقیم پھاٹک حبش خاں دہلی) اور مولانا عبد الرحیم غزنوی امرتسری رح سے پڑھیں، منطق مولوی محمد اسحاق منطقی اور مولوی ایوب پراچہ سے پڑھی فراغت کے بعد اجمیری دروازہ کی مسجد اہلحدیث میں مدرسہ محمدیہ قائم کیا اور رسالہ گلدستہ جاری کیا جو ترقی کر کے پندرہ روزہ اخبار محمدی کی شکل میں نکلتا رہا۔ اجمیری دروازہ کئی سال قیام رہا پھر باڑا ہندو راؤ میں اپنا ذاتی مکان تعمیر کرایا اسی میں اخبار محمدی کا دفتر اور کتب خانہ محمدی تھا جس میں آپ کی وفات کے بعد ۱۹۴۷ء سے کافی دنوں بعد بھی حضرت مولانا سید تقریظ احمد صاحب سہسوانی بیٹھا کرتے تھے آپ نے جماعت اہلحدیث کی بہت خدمت کی تقلید کی جڑیں کاٹ دیں۔ بہترین مقرر تھے اور تقریر سے زیادہ تحریر سے دھنی ۸۰ موضوعات پر مدلل رسائل تحریر فرمائے اور ہر رسالے کے نام پر محمدی کا بیج لگاتے رہے مثلاً صلوٰۃ محمدی صیام محمدی، زکوٰۃ محمدی وغیرہ دین محمدی کے نام سے اعلام الموقعین ابن قیم کا اردو میں ترجمہ کیا آخر میں تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ تفسیر محمدی کے نام سے کیا۔ یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء جمعہ کی شب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قدر دل چسپی تھی کہ تحقیق و تفتیش اور تلاش کتب کے لئے تین بار پورے ہند کا دورہ کیا لغت عربی و فارسی پر گہری نظر تھی جس میں آپ استناد کا درجہ رکھتے تھے، ایسا باکمال اور گوناگوں خصوصیتوں کا حامل کیسے خاموش بیٹھ سکتا تھا، لہٰذا آپ ہمیشہ قوم وجماعت اور علاقہ میوات کے لئے سوچتے اور دینی کام کرنے کی تدابیر اختیار کرتے اور پروگرام طے کرتے رہتے تھے۔ جس وقت شہر آگرہ میں ۷، ۸، ۹ر شوال ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۸ء مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کا عظیم الشان جلسہ زیر صدارت علامہ قاضی سلیمان سلمان[ل] منصور پوری ہوا اس میں مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ کی معرفت حکیم صاحب نے حافظ حمید اللہ رح سے علاقہ میوات میں ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی

[ل] علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان بن قاضی احمد شاہ منصور پوری ریاست پٹیالہ صوبہ پنجاب کے باشندے تھے، ان کا شمار حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ کو جمیع علوم اسلامیہ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ وسیرو سیاست وغیرہ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ علم وعمل، زہد وکمال، فضل وورع، تقویٰ وطہارت کے جامع تھے۔ جماعت اہلحدیث کے مقتدر علماء میں سے تھے۔ جمعیت اہلحدیث کے متعدد کل ہند جلسوں کی صدارت بھی فرمائی ہے، وسعت مطالعہ اور تحقیق و تفتیش میں منفرد حیثیت کے مالک تھے، بہت سی زبانوں کے ماہر اور ریاست پٹیالہ میں سشن جج کے عہدے پر فائز رہے، جس طرح آپ نے سیرت نبوی میں رحمۃ للعالمین جیسی تحقیقی اور لاجواب کتاب تصنیف فرمائی اسی طرح آپ سیرت و صورت کے اعتبار سے اسوۂ نبوی میں ڈھلے ہوتے تھے۔ تصنیف و تالیف کا ستھرا مذاق رکھتے تھے دوبار زیارت بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا، دوسرے حج سے لوٹتے وقت سمندر میں جہاز پر ۸ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ مطابق ۶ر جون ۱۹۳۰ء کو انتقال فرمایا، اسّی[۸۰] کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں رحمۃ للعالمین، مہر نبوت، اسماء الحسنیٰ، تاریخ المشاہیر الجمال والکمال، سبیل الرشاد، الصلاۃ والسلام، معراج المومنین، البرہان، تبیان الاسلام، احوال کربلا، الاستقامت، غایۃ المرام، تائید الاسلام وغیرہ شامل ہیں۔

(ماہنامہ صوت الامۃ بجر ۲۳ شمارہ ۱۲، ص ۴۴، ۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کی عملی تشکیل اس وقت ہوئی جس وقت میوات میں بمقام شکراوہ کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ اس وقت سب کے دلوں میں یہاں ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کا خیال راسخ ہوگیا جس کے لئے علامہ امرتسری رحمہ نے حافظ حمید اللہ رحمہ کو خصوصی توجہ دلائی اور بمقام دہلی اس کا ابتدائی خاکہ پیش فرمایا، اہالیان شکراوہ سے مدرسہ کی عمارت کے لئے چون ۵۴ کنال آراضی وقف کرائی گئی حافظ صاحب نے مولانا ابوالفضل عبدالحنان صاحب علوی بہاری اور مولانا حکیم عبدالشکور صاحب کے زیر اہتمام اس کی خام تعمیر کا انتظام فرمایا اور ۱۶ر صفر ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۲ر جون ۱۹۳۲ء کو اس کی بنیاد رکھی گئی اس وقت چیزیں بڑی ارزاں تھیں گندم ڈھائی روپے فی من مرغی پچاس پیسے، رُوئی دو آنے سیر جب کچی عمارت تیار ہوگئی تو تعلیم شروع کرنے کا پروگرام بنایا گیا اور بروز منگل یکم نومبر ۱۹۳۲ء مطابق یکم رجب ۱۳۵۱ھ کو شہر دہلی سے اٹھارہ نفر طلباء اور علماء کا ایک قافلہ زیر قیادت شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالجبار کھنڈیلوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم شکراوہ پہنچا[1] اور دوسرے روز ۲ر رجب ۱۳۵۱ھ کو بڑے اعلیٰ پیمانے پر دارالعلوم میں قرآن وحدیث کے علاوہ منطق فلسفہ، ادب، تاریخ، جغرافیہ، حساب، طب، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف، معانی، بیان، اور علم کلام وغیرہ جملہ علوم آلیہ متداولہ ومروّجہ کی تعلیم بڑے اہتمام اور توجہ کے ساتھ دی جانے لگی، اور فسادات ۱۹۴۷ء تک بڑے دھوم دھام سے تعلیم ہوتی رہی، اور بہت سے فارغ ہونے والے طلباء کو سندِ فراغت دی گئی جس میں بہت سے حضرات بنگال اور مدراس، پنجاب، بہار وغیرہ میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور ابنائے دارالعلوم کی خدمات کا سلسلہ سعودیہ عربیہ

---

[1] یہ تاریخیں اور حالات پرانے رجسٹر اور بہی کھاتوں سے تحقیق کے ساتھ لکھے ہیں (محمد اسرائیل ندوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچا ہوا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجبار رحمہ اللہ نے اس کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔

ہم تینوں (شیخ الحدیث، حکیم صاحب، راز صاحب) کے دِلوں میں یہ خیال قائم اور ثابت تھا کہ ایک مستقل اور ٹھوس تعلیمی اِدارہ قائم کیا جائے۔ تینوں کی کوشش اور پوری جماعت اہلحدیث میوات کے تعاون اور حافظ حمید اللہ مرحوم کے خصوصی تعاون سے ایک عظیم الشان اجلاس کا پروگرام بنایا گیا جس میں تیس (۳۰) اکابر علماء اہلحدیث کو دعوت دی گئی۔ حضرت العلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کو بحیثیت صدر جلسہ خصوصی دعوت دی گئی آپ تشریف لائے باقی علماء کرام نے بھی اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ اللہ کے فضل وکرم سے بڑی شان سے یہ تاریخی ومثالی اجلاس عام منعقد ہوا۔ پورے علاقے کے لوگ اہلحدیث و احناف بکثرت شریک اجلاس ہوئے۔ جلسہ بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے کامیاب ہوا۔ یہاں کے لوگوں کو جن کے سروں پر عمامے اور چہروں پر داڑھیاں تھیں۔ حضرت مولانا امرتسری مرحوم دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی یہاں مقیم ہو جاؤں مگر کیسے یہاں اقامت کروں گھر پر بہت سے ضروری کام ہیں۔ اِس اجلاس کے موقع پر اعلیٰ پیمانہ پر عربی مدرسہ قائم کرنے کی تجویز مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور دیگر علماء کرام کے سامنے رکھی گئی۔ مولانا موصوف نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور بہت سراہا اور زور دار الفاظ میں فرمایا کہ واقعی یہاں عربی مدرسہ ضرور قائم ہونا چاہئے۔ اس اِجلاس سے واپس دہلی تشریف لے گئے تو حافظ حمید اللہؒ کو خاص طور پر توجہ دِلائی حافظ صاحب یہ کام کر جائیے۔ یہ بہت بڑا شاہکار اور صدقہ جاریہ ہوگا۔ حافظ صاحب تیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔ حافظ صاحب نے مولانا حکیم عبدالشکور صاحب کو بلا کر فرمایا کہ مدرسہ کی عمارت بنوائی جائے شروع میں خام عمارت بنوائی گئی عمارت کی تکمیل کے بعد افتتاحی جلسہ ہوا جس میں دہلی سے علماء کرام و اعیان جماعت اور خود حافظ حمید اللہ صاحب بنفس نفیس تشریف لائے اور دیکھ کر بہت خوش ہوتے پھر تعلیمی افتتاح اور تدریس کے لئے حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی کی خدمات حاصل کی گئیں وہ تشریف لاتے اور کئی ایک پنجابی طلباء کو جو آخری سال جماعت ثامنہ میں پڑھتے تھے ہمراہ لائے۔ اور دار العلوم شکراوہ ہی میں ان کی بخاری شریف ختم ہوئی اور مولانا نے ان کو سندِ فراغت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا کا قیام یہاں ایک سال رہا۔ پھر تشریف لے گئے اس کے بعد بحیثیت صدر مدرس میرا تقرر ہوا، دوسرے مدرسین بھی رکھے گئے مولانا حافظ عطاء الرحمان رحمانی نابینا اور مولانا شفیق الرحمٰن صاحب قابلِ ذکر ہیں، یہ دونوں پنجابی تھے۔ مولانا محمد داؤد صاحب راز کو بھی مدرّس رکھا گیا اور مدرسے میں میرے ساتھ تعلیمی فرائض انجام دیتے رہے۔ (ماہنامہ نور الایمان ج ۱۵ نمبر ۱۳ ص ۹)

کارکنان مدرسہ دار العلوم شکراوہ نے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ اس قدر روشن اور شاندار ہیں جنہیں دوہرانے کی ضرورت نہیں اللہ رب العزت غریقِ رحمت کرے ان اکابرِ جماعت کو جنہوں نے اپنے پاکیزہ جذبات کے تحت اس اِدارہ کو قائم فرمایا اور بحیثیت باقیات الصالحات یہ امانت اخلاف کے حوالہ فرما گئے، غفر اللہ لہم اجمعین۔

اس موقع پر آج وہ رباعی یاد آتی ہے جسے بانیٔ اِدارہ حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ایسے مواقع پر بار بار زبانِ فیض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمان پر لایا کرتے تھے۔

غالب ہے نہ شیفتہ نہ نیر باقی — وحشت ہے نہ سالک ہے نہ انور باقی
حالی اسی کو بزم یاراں سمجھو! — جو کچھ ہیں یاروں کے داغ دل پر باقی

ہمارا فرض ہے کہ ہم جملہ بانیان وکارکنان دارالعلوم اور دیگر معاونین کے لئے دُعائے خیر کریں اللہ رب العزت ان کی قبروں کو انوار رحمت سے منوّر فرمائے اور ہم اخلاف کو اس کی سچی خِدمت کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے نونہالوں کو اس چشمہ صافی سے سیرابی عطا فرمائے، آمین یارَبّ العالمین۔

الجامعۃ السلفیہ میوات (دارالعلوم شکراوہ) کی خصوصیات

یہ ایک اسلامی دینی مذہبی ادارہ ہے اس کا مقصد منہج سلف کے مطابق کتاب وسنت کی حتی المقدور نشرواشاعت انجام دینا ہے۔ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم ہندی، انگریزی اور درجہ پرائمری کا انتظام پہلے ہی سے کیا ہوا ہے۔ حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحؒ اپنے عہد میں عربی طلباء کو طبِ یونانی کا درس باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ جس کے لئے خادمِ ملک وملّت افضل الاطباء جناب حاجی حکیم عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ دہلی نے نصاب یونانی کی اکثر کتابیں اپنی طرف سے بقیمت ثواب بھیجی تھیں اور طلباء دارالعلوم اور غریبوں کے لئے ہمدرد دواخانہ کی طرف سے دوائیں بھی مفت بھیجا کرتے تھے جو غالبًا اب بھی بھیجی جارہی ہیں۔ اس وقت کے اکثر فارغین پیشہ طبابت کے ساتھ ساتھ دینی خِدمات بھی انجام دے رہے ہیں، فالحمد للہ علیٰ ذالکَ، حضرت مولانا محمد داؤد صاحب رازؒ نے اس اِدارے کی امتیازی خصوصیات کو مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

یہ خالص اسلامی درسگاہ ہے مگر ابتداہی سے اس درس گاہ نے اپنے دائرۂ عمل کو تنگ نظری سے بچاکر ترقی کی طرف لے جانے کی کوشش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہے عموماً عربی اسلامی مدارس صرف دینی تعلیم پر توجہ دیتے ہیں جس کی بنا پر وہاں سے فارغ ہو کر نکلنے والے طلباء کی دنیاوی علوم کی پیاس باقی رہ جاتی ہے۔ اور وہ یا تو دُنیاوی علوم سے کورے رہ جاتے ہیں یا اِسکولوں کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس درسگاہ نے ابتدا ہی سے اس خامی کو محسوس کر کے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم کو بھی لازمی طور پر اپنے نصاب میں شامل رکھا اور آزاد ہندوستان کی قومی و سرکاری زبان ہندی کو اپنانے کے لئے اس نے سب سے پہلے قدم اُٹھایا ۱۹۴۷ء کے بدامنی کے ایام ہی میں اس درسگاہ میں ہندی کی کلاسیں جاری ہو چکی تھیں اور قرآن و حدیث صرف و نحو، فارسی و عربی پڑھنے والے طلباء، دیگر اوقات میں اردو حساب کے ساتھ ساتھ برابر ہندی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

بانیٔ درسگاہ کا وصال اور ہمارا فرض

حاتم قوم فخر جماعت شیخ حافظ حمید اللہ مرحوم

اپنے آخری قیمتی لمحات تک اپنی اس یادگار درس گاہ کو اپنی عنایات بے غایات سے نوازتے رہے۔ جس رات میں آپ انتقال فرماتے ہیں۔ اس کی شام جناب ناظم درسگاہ حکیم عبدالشکور صاحب کو تحریر فرماتے ہیں " کہ میرا آخری وقت ہے میرے خط کو تار سمجھو اور فوراً مجھ سے آکر مِلو مجھے تم سے خاص خاص باتیں کرنی ہیں " ہماری یہ بدقسمتی کہ خط ہمیں ایسے وقت میں مِلتا ہے جبکہ شیخ صاحب مرحوم کی روح اعلیٰ عِلیین کو پرواز کر چکی تھی۔ ہم لوگ دہلی جاتے ہیں اور آپ کے وِصال کی خبر سُن کر ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں جگہ دے اور آپ پر اپنی بے پایاں رحمتوں کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزول فرماتے ۔ ان آخری لمحات میں جناب ناظم درسگاہ کا حافظ صاحب مرحوم سے ملاقات نہ کر سکنا ہمارے دِلوں کا ایسا درد ہے جو کبھی دور نہ ہوگا۔ یہ درسگاہ اب بزرگوں کی یادگار اور اسلاف کی امانت ہے جو عامّہ مسلمین خصوصًا جماعت اہلحدیث پر اپنی بقا اور ترقی کے لئے بہت کچھ ذمّہ داریاں رکھتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اِس درسگاہ کو دِن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔ ایں دُعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ (اخبار اہلحدیث دہلی ج ۱ نمبر ۴ ص ۶ و ۱۱)

جناب حاجی حافِظ حمید اللہ صاحبؒ کے انتقال کے بعد آپ کے خلف الرشید جناب حافظ محمد یحییٰ صاحب نے چند سال مدرسے کی امداد جاری رکھی اس کے بعد بے رُخی اختیار کرلی تو جماعت کے خصوصی تعاون کی ضرورت محسوس ہوئی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسے کی اِمداد کے لئے ہندوستان میں دورے شروع کئے۔ جن کی وجہ سے مدرسے کو امداد بھی حاصل ہوئی اور ہر جگہ تعارف بھی ہوا۔

دینی مدارس کے قیام کے مقاصد :

حکیم ظل الرحمٰن دہلی تحریر فرماتے ہیں :

ان دینی مدارس کے قیام کا مقصد دینِ اسلام کو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رکھنا ہے ان کی ضرورت جدید عربی نہیں بلکہ قرآن اور حدیث کی عربی ہے۔ تاکہ یہ اسلامی علوم کو اگلی نسلوں تک ان کے حقیقی معنوں کے ساتھ منتقل کرسکیں۔ اب رہ جاتا ہے۔ ان کے روزگار کا سوال تو بحمد اللہ آپ کو ہزاروں گریجویٹ تو بے روزگار مل جائیں گے ۔ لیکن کوئی مولوی بے روزگار نہیں مِلے گا۔ حسبِ صلاحیت وہ اپنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزگار خود تلاش کر لیتا ہے بلاشبہ ان میں قابل اعتراض حضرات بھی ملیں گے لیکن یہ تناسب جدید علوم والوں سے کم ہی ہوگا۔ دینی طلباء کی منزلِ مقصود روزگار نہیں ہے، تبلیغ دین اور فلاحِ آخرت ہے اِس ضمن میں آپ کے عِلم کے لئے ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں۔

"جناب قاری محمد طیب صاحب مرحوم کے والد جناب مولانا محمد احمد صاحبؒ ایک بار کسی پروجیکٹ کے سلسلہ میں ریاست حیدر آباد سے منسلک ہو گئے۔ ان کے ساتھ دار العلوم دیوبند کے دو فارغین بھی داخلِ ملازمت ہوئے۔ جو بے انتہا مخلص، دیانتدار اور محنتی کارکن ثابت ہوئے۔ اس پر نظام حیدر آباد نے مولانا محمد احمد صاحب سے فرمایا کہ ہمارے دفتروں کی ایک ضرورت انگریزی بھی ہے۔ اگر آپ دیوبند کے نصاب میں انگریزی داخل کر لیں تو ہم دیوبند کی سند کو، بی، اے کی ڈگری کے برابر تسلیم کر لیں گے۔ اور جب قاسمی حضرات ملیں گے، ہم کسی بی، اے کو ملازم نہیں رکھیں گے۔ مولانا محمد احمد صاحب بہت خوش ہوئے اور انہوں نے یہ تجویز اس وقت کے مہتمم جناب مولانا یعقوب صاحب کو بھیجی۔ مولانا یعقوب صاحب نے فرمایا، محمد احمد تم نے دار العلوم دیوبند کی حیثیت ہی نہیں سمجھی ہم تو ایسے آدمی پیدا کرتے ہیں۔ جن کا گاہک اس دُنیا میں کوئی نہ ہو، اگر اس کا گاہک اس دُنیا میں ہو گیا تو وہ ہمارے کام سے گیا۔"

محترم ان مدارس کے سلسلہ میں علامہ اقبالؒ کا یہ قول یاد رکھ لیں تو بہتر ہوگا۔

"ان مدرسوں اور مکتبوں کو ایسے ہی رہنے دو۔ یہ مدرسے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکتب نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا، جو ہوگا وہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔ ہزار سال کی حکومت کے باوجود آج اندلس میں اسلام کی یادگار صرف مسجد قرطبہ اور چند عمارتیں ہیں، یہ مدارس نہ رہے تو کہیں اس ملک میں تمہاری یادگار لال قلعہ، جامع مسجد اور قطب مینار ہی نہ رہ جائیں۔ اور تمہارا وجود ختم ہو جائے۔

(تعمیر حیات ج ۲۹ شمارہ نمبر ۱۲ ص ۹۸)

حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ اور آپ کے تلامذہ کا کیا کہنا کہ وہ انتہائی مخلص اور دین و مذہب کے لئے قربانی دینے والے تھے ہمارے قدیم میواتی مبلغین بھی اخلاص کے ساتھ ساتھ دینی جذبہ سے سرشار تھے شہرت و ناموری اور حرص و طمع اور لالچ کو قریب بھی نہ آنے دیا۔ ہمارے قریب کے بزرگوں میں حکیم عبد الشکور رحمہ اللہ بغیر طمع اور لالچ کے بلا معاوضہ للہ فی اللہ جماعتی خدمات انجام دیتے تھے۔ راز صاحب اور شیخ صاحب میں بھی مشاہروں اور معاوضوں کے لئے طمع اور اشراف نہیں تھا۔ مجھے معلوم ہے حضرت مولانا عبد الجبار صاحبؒ جب دار العلوم شکراوہ کے شیخ الحدیث ہو کر تشریف لائے تو ان کی تنخواہ حکیم صاحب مرحوم نے حافظ حمید اللہ کے مشورے سے مبلغ ۲۰ روپے مقرر فرمائی اور مولانا محمد داؤد صاحب راز کا اعزاز ۱۵ پندرہ روپے مقرر ہوا۔ اور مولانا عبد القدوس گلالتوی کو ۱۰ روپے سے نوازا گیا۔ ان حضرات نے مدرسہ اور جماعت پر کوئی لازمی بوجھ نہیں ڈالا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ میاں صاحب اور آپ کے تلامذہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

اس کے باوجود بڑی عزت سے وقت گزارتے تھے۔ مشاہرات کے لئے آج جس مسابقت کو شعار بنایا جارہا ہے یہ اچھی فال نہیں، بظاہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ خلوص کے منافی ہے۔ علماء اور طلباء کو اگر مستقبل میں جماعت کی خدمت کرنا ہے اور توحید و سنّت کی اشاعت اگر ان کا مقصدِ حیات ہے تو علم کی خِدمت، مدارِس کی تاسیس، اور اختلافات کی تاسیس کاروباری انداز سے نہیں ہونی چاہیئے۔ اور نہ نظریاتی اختلاف کو فرقہ اور پارٹی کا رنگ ہی دینا چاہیئے۔ تعلیمی انتشار، چھوٹے چھوٹے دار العلوم اور جوامع جماعت کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ کوئی اجتماعی منصوبہ ہی جماعت کو کامیاب کر سکتا ہے۔ انتہی۔

جامعہ سلفیہ میوات کے کرتا دھرتا ان بزرگوں کی شاہراہ کو چھوڑ چکے ہیں اور ان کے کارناموں کو بھلا چکے ہیں۔ اس لئے مستقبل قریب میں ان سے کسی اہم اور نمایاں کام کی امید نہیں۔ اِس لئے میں اہلحدیثان میوات سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ کارہائے نمایاں انجام دینا چاہتے ہیں۔ تو سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی مرکزی مدرسہ بنائیں۔ تاکہ جماعت میں اہلِ علم فضلاء کی کمی کو دور کیا جا سکے اور بزرگوں کا لگایا ہوا باغ سرسبز و شاداب رہ سکے۔

حکیم صاحب کے انتقال کے بعد مدرسے پر زوال شروع ہوا مگر مولانا عبد الرحمٰن صاحب ندوی اور اس خاکسار محمد اسرائیل ندوی نے انتھک جدّوجہد سے اس کو سنبھالا جس کی وجہ سے مدرسہ برابر ترقی کرتا رہا لیکن اس کے ناظم مولوی محمد الیاس صاحب کی روِش نے اسے ترقی کے بامِ عروج پر نہیں پہنچنے دیا۔ اِس وقت مدرسہ جماعت اہلحدیث کی ملکیت نہیں رہا بلکہ پنجاب[1] وقف بورڈ کی ملکیت میں

---

[1] سرکاری کاغذات جمعبندی میں خانہ ملکیت کے اندر پنجاب وقف بورڈ انبالہ کینٹ درج ہے اور خانہ کاشت میں مقبوضہ اہل اسلام لکھا ہوا ہے، مدرسے کا نام سکول اسلامیہ لکھا ہے یہ تبدیلی سنہ ۱۹۸۹ء میں بحکم D.L.R ہریانہ چنڈی گڑھ ہوئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا ہے اور قبضہ جملہ اہلِ اسلام کا ہے ۱۹۹۰ء میں اسے پرائمری سے ترقی دے کر مڈل کرادیا گیا ہے اور گورنمنٹ ہریانہ سے ایڈ اور ہر قسم کی گرانٹ اور مدد لے رہے ہیں جس سے مدرسہ کو آئندہ خطرہ ہوسکتا ہے۔ ناظم صاحب کی پوری توجہ مڈل اور سرکاری تعلیم پر مرکوز ہے۔ اسلامی شعبہ کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ میں نے ناظم صاحب کو ان سب امور کی جانب بار بار توجہ دلائی مگر سننے کا نام ہی نہیں لیتے ہماری اور دیگر اہلِ جماعت کی آوازیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ میں نے ناظم صاحب کو کئی خطوط لکھے جن میں سے ایک کو نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعیۃ اہلِ حدیث ہریانہ

شکراوہ۔ براہ پونا ہانہ۔ فرید آباد۔ ہریانہ

JAMIAT AHLE HADEES (Haryana)

SHAKRAWA, VIA PUNHANA, FARIDABAD (Haryana)

Ref. No. Dated........2-6-7-........199.

محترم المقام جناب مولانا محمد الیاس صاحب حفظہ اللہ

ناظم جامعہ سلفیہ میوات شکراوہ ضلع گوڑگانوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف،

جامعہ سلفیہ میوات کے لئے تباہ کن مرحلہ اور کڑی آزمائش کا وقت جو آج کل درپیش ہے ایسا کبھی نہیں آیا اس کے وجود کو خطرہ لاحق ہے۔ اس کی سلفیت کو تباہی کا سامنا ہے اس کی زمین اور عمارت کو سخت زلزلہ گھیرے ہوئے ہے۔ ایسی خطرناک صورت میں میری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کی انجام دہی کے لئے چند ضروری باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) جناب چودھری محمد لیسین خاں صاحب نے حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائش کی تھی کہ آپ کے اس مدرسہ کو گورنمنٹ سے منظوری دِلا کر ہائی اسکول بنوادیا جائے۔ آپ اس میں دینی تعلیم بھی پڑھاتے رہیں اور دنیاوی تعلیم بھی ہو جائے گی تو حکیم صاحب مرحوم نے فرمایا نہیں نہیں، نہیں نہیں، مگر آپ اس کو مڈل اور ہائی اسکول بنوا کر مولانا کے مِشن کی خلاف ورزی کر کے ان کی روح کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔

(۲) جامعہ سلفیہ کی زمین اور اس کا تمام ایریا وقف فی سبیل اللہ ہے اور جماعت اہلحدیث میوات کی تحویل میں ہے شکراوہ والوں نے جماعت کے لئے وقف کیا ہے اور حافِظ حمید اللہ اس کے متولی تھے۔ آپ کو کیا حق ہے کہ وقف کرنے والوں اور متولی صاحب اور جماعت اہلحدیث میوات کے بغیر مشورہ اور رائے کے اپنی ذاتی رائے سے اس وقف فی سبیل اللہ میں ناجائز تصرّف کر کے اس کا بیڑا غرق کریں اور حکومت کی جھولی میں ڈال دیں۔

(۳) حکومت ہند کی نیت دینی اداروں کے بارے میں بالکل صاف نہیں، وہ ان اداروں پر قبضہ کرنے کے لئے بہانے تلاش کر رہی ہے۔ اس لئے ہندوستان کے ممتاز اہلِ علم اور دور اندیش علماء وفضلاء وکیلوں، بیرسٹروں ممبران پارلیمنٹ واسمبلی کی متفقہ رائے ہے کہ گورنمنٹ کو ان اداروں میں داخِل ہونے کے چور دروازوں کی اجازت نہ دی جائے اس کے ثبوت میں میں مفکر اسلام قائِد ملّت استاذ محترم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ کی تقریر کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جو آپ نے ۱۱ر مئی ۱۹۸۹ء کو دینی تعلیمی کونسل کی ہنگامی میٹنگ میں کی تھی۔

ہوشیار اے امّتِ بیضائے ما:

میں مذہب وتاریخ کے گہرے مطالعے کے بعد کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک میں مِلّت اسلامیہ کے سامنے ایسا فیصلہ کن مرحلہ اس سے پہلے کبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں آیا، اگر ملت میں جذبہ واحساس بیدار ہو اور وہ ایک خوددار اور باوقار ملت کی حیثیت سے اپنے وجود کا ثبوت دینے پر تیار ہو تو بڑے بڑے مسائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اس ملک اور خاص کر اس صوبہ اُتر پردیش میں تیزی کے ساتھ ایک منصوبہ بند کلچرل انقلاب آرہا ہے، جس کے مضمرات کو پوری طرح سمجھا نہ گیا اور اس کے مقابلہ کا فیصلہ نہ کیا گیا تو ملت بہ حیثیت ملت باقی نہیں رہ سکے گی۔ اس سلسلے میں لیبر ایکٹ کا نفاذ اور مکاتب کو سرکاری امداد کی پیشکش دونوں باتیں نہایت خطرناک مہلک اور مستقبل کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔

مدارس و مکاتب کے لئے کسی قسم کی سرکاری گرانٹ ہمارے لئے ناقابل قبول ہے اور ہم تمام مدارس و مکاتب کے ذمہ داران سے یہی کہتے ہیں کہ وہ اس طرح کی کسی سرکاری گرانٹ کو قبول نہ کریں، اس سے سرکاری مداخلت کے جو دروازے کھلیں گے اور جو چیز اس وقت بہت بے ضرر نظر آتی ہے وہ آئندہ اپنے مضمرات کے ساتھ ساتھ نمودار ہوگی تو اس وقت پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ابھی سے صحیح فیصلہ کرلیا جائے۔

دینی تعلیمی کونسل نے آزاد خود کفیل مکاتب کی جو تحریک شروع کی ہے اس کو مزید تقویت پہنچانے کی ضرورت ہے، اور اس فیصلہ کی ضرورت ہے، کہ گاؤں اور قصبات میں مکاتب کا جال بچھا دیا جائے۔ کوئی مسجد ایسی نہ ہو، جس میں مکتب نہ ہو۔ یہی مکاتب ہیں۔ جو ملت کی نوجوان نسل کو ایمان و اسلام سے وابستہ رکھیں گے۔

(پندرہ روزہ تعمیر حیات ۱۰ر جون ۱۹۸۹ء صفحہ ۱ جلد ۲۶ شمارہ ۱۵)

خط کشیدہ سطریں اس بات کی صراحت کر رہی ہیں کہ آپ ملت کی امانت کو ملتِ سلفیہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھین کر تباہی و بربادی کے غار میں دھکیل رہے ہیں۔ اور پوری طرح سوچی سمجھی سکیم کے تحت گورنمنٹ کو اس دینی اِدارہ میں گھسنے کا راستہ بنا رہے ہیں۔

(۴) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہٗ اسی تقریر میں فرماتے ہیں:

ہندی اسکول اور ہندی تعلیم والوں نے ہماری نئی نسل کو دینِ اسلام سے بیگانہ رکھنے کے لئے اور خالص بت پرستی کے راستے پر لے جانے کے جو منصوبے بناتے ہیں، وہ نہایت ہی تباہ کن اور بہت زیادہ سنگین ہیں۔ انتہی۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مدرسے کے پرائمری بچوں پر اس کے نتائج بہت ہی خطرناک اور تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں اور اہلِ شکر اوہ دینی جذبہ اور دینی لگن سے کوسوں دُور جا پڑے ہیں۔ اور آپ نے اس پرائمری تعلیم کے ذریعے ان کے اندر دینی تعلیم سے نفرت اور دنیاوی تعلیم کی لگن پیدا کر دی ہے۔ نیز جامعہ کے دینی طلباء پر اس پرائمری کے نتائج بہت ہی خطرناک اور تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی سلفیت اور دینی روح مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔

(۵) ہمارا یہ جامعہ مالی حیثیت سے بہت ہی کمزور ہے۔ اور پرائمری کا موجودہ شعبہ اس کے لئے ٹی بی کا مرض ثابت ہو رہا ہے اس لئے زکوٰۃ وصدقات وخیرات اور چرم قربانی وفطرہ سے وصول کئے ہوئے مال سے پرائمری شعبہ میں کارکن اساتذہ کو تنخواہ دینی قطعاً جائز نہیں۔

(۶) نیز اس طرح کا وصول کیا ہوا مال جو دین کے نام پر دینی طلباء کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔ اس سے پرائمری کے اساتذہ کو کھانا دینا قطعاً ناجائز اور غیر شرعی ہے۔ اور ان کی وجہ سے دینی طلباء روٹی سالن سے محروم ہو جاتے ہیں۔ صرف دینی معلّمین کو کھانا وغیرہ دیا جا سکتا ہے۔

(۷) ہمارے اِس جامعہ میں آپ کی زیرِ نظامت اقربا پروری اور خویش پروری کا دور دورہ ہے دینی معلّمین کو تنخواہ نہیں بلکہ معمولی وظیفہ[1] ملتا ہے

[1] اس خط کے تحریر کرتے وقت تک ساڑھے تین سو سے ساڑھے چار سو تک اساتذہ کی تنخواہیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا معیار بلند کیا جائے۔ آس پاس میں دوسروں کے جو دینی مدارس ابھی چند سالوں میں کھولے گئے ہیں۔ ان کے یہاں تنخواہ کا معیار ہم سے بہت بلند ہے۔

(۸) دینی اساتذہ اور طلباء کے ساتھ اخلاقِ کریمانہ سے پیش آنے کی ضرورت ہے۔ آپ اس کمزوری کو دور کیجئے کیونکہ آپ کا مقام و مرتبہ بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۹) دینی طلباء و اساتذہ پر لازم قرار دیا جائے کہ وہ اپنے کو سیرت و صورت کے لحاظ سے اسلامی سانچے میں ڈھالیں اور اس کی خلاف ورزی پر مناسب کارروائی کی جائے۔

(۱۰) پرائمری کے شعبہ کا دینی طلباء پر بہت غلط اثر پڑ رہا ہے۔ لہٰذا پرائمری کے شعبہ پر لازم قرار دیا جائے کہ جامعہ کے ایریا میں شرعی لباس پہن کر تشریف لائیں۔ اگر ہو سکے تو ماسٹر صاحبان بھی اسلامی لباس میں ملبوس ہوں۔

فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں اگر آپ سننے کے لئے تیار ہوں گے تو آئندہ عرض کروں گا، یکم اگست ۱۹۹۰ء تک مجھے اس کا تسلی بخش جواب ملنا چاہئے، جواب نہ ملنے کی صورت میں پوری جماعت میں اس خط کی تشہیر کی جائے گی، اور ہر جگہ اس خط کی نقلیں روانہ کروں گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

۲۶/۷/۹۰ء منتظر جواب محمد اسرائیل ندوی سلفی، موضع جھانڈا

ضلع فرید آباد (ہریانہ)

ان حالات میں اس مدرسے کا اللہ ہی والی ہے۔ اب ہم اس مدرسے کے ناظمین و مدرسین کی فہرست پیش کرتے ہیں۔

ناظمین

(۱) حضرت مولانا عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ آپ شروع سے وفات ۶۱ء تک ناظم رہے۔

(۲) حکیم محمد اجمل خاں بن مولانا حکیم عبدالشکور ایڈیٹر مجلہ اہلحدیث۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) مولانا محمد الیاس صاحب شکراوہ۔

(۴) تین سال ۱۴۰۳ھ میں یہ خاکسار محمد اسرائیل ندوی بھی ناظم رہ چکا ہے۔

اس وقت اس کے ناظم اور مختارِ کل مولانا محمد الیاس صاحب ہیں۔

مدرسے میں اب تک اساتذہ کے لئے رہائش کا انتظام نہیں جب تک اساتذ
مع بیوی بچوں کے رہائش اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک ان کی پریشانیاں
دور نہیں ہوں گی اور نہ وہ دلجمعی کے ساتھ کام کرسکیں گے۔ مگر ناظم صاحب او
دیگر مدرسہ پر قابض لوگوں کی اس طرف قطعاً توجہ نہیں۔

مُدَرِّسِین

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجبار صاحب کھنڈیلوی (متوفی ۱۳۸۲ھ)

سب سے پہلے شیخ الحدیث ہوئے آپ صرف ایک سال[1] ٹھہر

(۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجبار صاحب سوکھپوری (متوفی ۹ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ)

آپ وفات تک شیخ الحدیث رہے۔ مشاہرہ ۲۰/- روپے ما

(۳) حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز، مفسر و شارح بخاری (متوفی ۲ صفر ۱۴۰۲ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۸۱) " ۱۵/- "

(۴) " " اشفاق الرحمٰن صاحب " ۲۰/- "

(۵) " " شفیق الرحمٰن صاحب " ۱۵/- "

(۶) " " حافظ عطاء الرحمٰن صاحب رحمانی نابینا " ۸/- "

(۷) " عبد القدوس صاحب سعیدی گلالتہ بانی دار الحدیث محمدیہ

(۸) " الٰہی بخش پنجابی

(۹) " سلیمان صاحب گلالتہ

(۱۰) " محمد سردار خاں صاحب شکراوی

(۱۱) " عبد الرشید صاحب لداخی

---

[1] یہ سب معلومات پرانے رجسٹروں اور بہی کھاتوں سے نقل کی گئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ندوی بانی مدرسہ دارالحدیث السلفیہ ساکرس۔
(۱۳) یہ خاکسار محمد اسرائیل ندوی سلفی، جھانڈہ۔
(۱۴) حضرت مولانا اثیرالدین صاحب، سوکھپوری۔
" قاری حافظ عبدالسّلام صاحب گوہانوی
(۱۵) " عبدالرحمٰن صاحب، گوہانوی۔
(۱۶) " رفیق احمد صاحب سلفی بستوی
(۱۷) " مولوی عبدالمنان صاحب سلفی جھانڈہ
(۱۸) " شمس الدین صاحب ندوی شکراوی
(۱۹) " محمد صدیق صاحب سلفی جھٹانہ
(۲۰) " نواب احمد خاں صاحب جلالپوری
(۲۱) " حافظ محمد داؤد صاحب میتولی
(۲۲) " محمد فاروق صاحب ندوی رہنہ
(۲۳) " محمد یوسف صاحب ساکرسوی
(۲۴) (۲۵) مولانا بدرالزماں نیپال (۲۶) مولوی اسرائیل گونڈوی (۲۷) مولانا شبیر احمد ازہری بھی ایک ایک سال مدرس رہے ہیں۔
(۲۸) جناب میانجی مہر اللہ صاحب آپ قرآن مجید کی تعلیم پر مامور تھے، آپ ابتدا سے لیکر وفات تک دِن رات مدرسے ہی میں رہتے، بچوں کی دیکھ بھال آپ کا معمول تھا۔

عربی طلباء کو علوم جدیدہ کی تعلیم کے لئے قیام مدرسہ ہی سے انتظام تھا، اس کے لئے متعدد اساتذہ مختلف اوقات میں مقرر کئے گئے۔

(۱) منشی جمال الدین صاحب، (۲) منشی نواب علی صاحب، ۴۸۔۴۹ء میں منشی نصیب خاں صاحب جھاروکرٹی نے بڑی ٹھوس تعلیم دی ۱۹۵۲ء کے بعد حاجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منشی محمد اسحاق بن حضرت مولانا عبدالرزاق رح کی تعلیمی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ درجہ پرائمری کا جملہ سرکاری نصاب ہندی اردو، قرآن مجید، پارے قاعدے سب کو اکیلے پڑھاتے تھے۔ اُس وقت مدرسے کی تعلیم بھی بہت ٹھوس تھی۔

فسادات ۱۹۴۷ء

۴۷ء سے قبل آپ کا قیام اکثر موضع نیمکا میں رہتا تھا۔ اسی جگہ سے آپ مدرسے کی نگرانی فرماتے تھے۔ وہاں پر آپ کا بہت بڑا دواخانہ تھا جس سے روزانہ آس پاس کے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دستِ شفا عطا فرمایا۔ نبض اور تشخیص میں بہت ماہر تھے۔ تجربہ ایسا ہوگیا تھا کہ دور سے مریض کو دیکھ کر مرض کی تشخیص کر دیا کرتے تھے۔ ہسٹریا (اختناق الرحم) اور ٹی بی کے مایوس اور لاعلاج مریض آتے اور آپ کے دستِ مسیحائی سے شفایاب ہو کر جاتے۔ ایک دفعہ دہلی میں آپ کے ساتھ ایک مریض پر جناب علامہ حکیم اجمل خاں صاحب (متوفی ۲۸ رجب ۱۳۴۶ھ) اور جناب علامہ حکیم محمد الیاس خاں صاحب (   ) جمع ہو گئے سب نے مریض کو دیکھا اور اپنی اپنی رائے ظاہر کی۔ لیکن سب نے آپ کی تشخیص اور تجویز کو پسند فرمایا۔ آپ کبھی کبھار تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ تجارت اور دواخانہ سے جو نفع ہوتا تھا وہ سب کتابوں کی خرید پر خرچ ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے پاس بہت سی نادر و نایاب کتابوں کا ذخیرہ جمع ہوگیا تھا۔ فسادات کے دوران ۲۹ مئی ۱۹۴۷ء کو بلوائیوں نے آپ کا نادر و نایاب قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اور دواخانہ نذرِ آتش کر دیا۔ صرف تاریخ میو چھتری کا قلمی نسخہ جلتی ہوئی آگ سے مولانا محمد اسماعیل صاحب لاڈمکاوی اور میاں جی سلیم صاحب روڑکی اس وقت نکال کر لائے جس وقت نیمکا اور اس کے اطراف و جوانب میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور کسی فرد بشر کا نام و نشان بھی وہاں نہ تھا۔ ہر چہار طرف خوف و ہراس کے بادل منڈلا رہے تھے۔ قتل و غارتگری اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔

۱۹۴۷ء میں ہندوستان کیا آزاد ہوا خونِ مسلم کی ارزانی کا یہ عالم جہاں کوئی بھی کو مِل گیا وہیں قتل کر دیا گیا گھر والوں کو پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ قصبوں اور شہروں کو گھیر لیا جاتا اور تہ تیغ کر دیا جاتا۔ لاتعداد خواتین کی بے حرمتی ہوئی اور عزت لوٹی گئی۔ اور بے شمار پردہ نشین دوشیزائیں ہندوؤں کے قبضہ میں آئیں اور آج تک واپس نہ ہوئیں۔ پنجاب[1] میں تبادلہ آبادی کا چکر ایسا چلا کہ مسلمان تباہ و برباد ہو کر بے سروسامان اور بے یار و مددگار یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، ضلع الور و بھرتپور راجستھان کے مسلمانوں کے گھروں اور مکانوں کو جلا کر خاک کر دیا گیا۔ انہوں نے افراتفری کی حالت میں ضلع گوڑگانوہ میں پناہ لی۔ حالات میں کچھ سُدھار آیا تو لوگوں نے بغرضِ ہجرت پاکستان کا رُخ کیا۔ سوہنہ میں کئی کئی ہزار اکٹھے ہو کر قافلوں کی شکل میں روانہ ہوتے تھے۔ حکیم صاحب مرحوم مدرسے کے صدر دروازے میں کھڑی چارپائی پر لیٹے ہوتے لوگوں کو پاکستان جانے سے روکتے تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار اور مولانا محمد داؤد صاحب راز رحمہما اللہ کو روانہ کیا کہ سوہنہ جاکر لوگوں کو پاکستان جانے سے روکو اور واپس اپنے گھر میں جاکر آباد ہونے کی ترغیب دو۔ یہ دونوں حضرات سوہنہ پہنچے اور لوگوں کو واپس لانے کی جدّوجہد کی۔ جماعت اہلحدیث کے اکثر افراد کو واپس لانے میں پوری کامیابی ہوئی۔ اسی دوران جبکہ اہلِ میوات اپنے گھر بار کو چھوڑ کر پاکستان بھاگ رہے تھے مہاتما گاندھی میوؤں کو روکنے کے لئے۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء کو گھاسیڑہ تشریف لائے اور مہاتما جی نے میوؤں کے ایک بہت بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "میو ہندوستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں انھیں پاکستان جانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اُنہیں اُن کے

---

[1] پنجاب پاکستان، پنجاب ہندوستان اور ہریانہ ۱۹۴۷ء سے پہلے ایک صوبہ پنجاب کہلاتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں دوبارہ بسایا جائے گا" لوگوں کو کچھ اطمینان ہوا اور یہیں پر رُک گئے۔ لیکن پھر بھی بہت بڑی تعداد پاکستان چلی گئی، یہاں پر گورنمنٹ نے پھر بساؤ تحریک شروع کی حضرت مولانا ابو الکلام آزاد (متوفی ۲ ر شعبان ۱۳۷۷ھ، ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء بشب ہفتہ) اور مولانا حفظ الرحمان نے اس پر خصوصی توجہ فرمائی اور حکومت نے وعدہ کیا کہ جو واپس آئیں گے ہم ان کو ان کے گھروں میں آباد کریں گے لہٰذا کافی تعداد میں لوگ پاکستان سے واپس آئے۔ ضلع گوڑ گانوہ میں انہیں اصلی مکانات اور زمینیں ہی واپس مل گئیں لیکن راجستھان میں ضلع بھرتپور اور الور میں بڑی مشکلات پیش آئیں کیونکہ میوؤں کی اصلی زمینوں اور مکانات پر شرنارتھیوں نے قبضہ کرلیا تھا۔ ان سے واگذار کرانے میں افسران تساہل برت رہے تھے اس لئے میوؤں کو دوسری زمینیں الاٹ ہوئیں اور انہوں نے اپنے لئے مکانات خود تعمیر کئے یا اب تک جھونپڑوں میں گذارہ کررہے ہیں۔

آپ کی انتہائی کوشش تھی کہ کسی طرح سے سارے مسلمان اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوں اور اطمینان کی زندگی گذاریں۔ جمعیۃ علمائے ہند نے بھی اس سلسلے میں کافی کوششیں کیں اور بدامنی کے دوران اس نے دہلی میں ایک اجلاس طلب کیا جس میں اطرافِ ملک سے نمائندے شریک ہوئے۔ اس وقت سفر کرنا موت کو دعوت دینا تھا۔ حکیم صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار مرحوم اور مولانا محمد داؤد راز صاحب بھی اس میں شریک ہوئے۔ اس وقت ٹریفک کا سلسلہ ختم تھا واپسی میں دہلی سے ایک ٹرک میں سوار ہوئے۔ جس نے گوڑ گانوہ میں اُتار دیا وہاں اُترے ہی تھے کہ ہندوؤں نے شور مچا دیا کہ پنجابیو! تمہاری شکار آگئی۔ آن کی آن میں ایک جمِ غفیر نے تینوں کو گھیر لیا۔ حکیم صاحب نے ہمت وجرأت کے ساتھ گرج کر کہا کیا تم ہم کو قتل کرنا چاہتے ہو ابھی پولیس کپتان کے پاس جاتا ہوں اور مجمع کو چیرتے ہوئے اور لوگوں کو اِدھر اُدھر دھکیلتے ہوئے فوراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باہر نکل آتے، شیخ صاحب اور راز صاحب بھی آپ کے پیچھے چلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ تینوں حضرات دشمنوں کے نرغے سے صحیح وسالم بچ نکلے اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے۔

یہاں پر جمعیۃ علماء کا ذکر آگیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قیام کی تفصیل بیان کر دی جائے۔

جمعیۃ علمائے ہند کا قیام

آج ہندوستان میں جمعیۃ علمائے ہند کے نام سے جو سیاسی جماعت قائم ہے جس پر دیوبندی علماء کی اجارہ داری ہے وہ ہی اس کے سیاہ سفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ معلوم ہے اس کی اساس کس نے رکھی۔ اسکے قیام کا سب سے پہلے محرک کون ہوا؟ نہیں معلوم تو سن لیجئے کہ شیخ الاسلام شیر پنجاب حضرت علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ہی اس جمعیۃ کے بانی ومحرک تھے، آپ ہی نے علمائے ہند میں اس کے قیام کی تحریک کی اور انہیں اسلامی سیاسیات کے تحفظ وتقویت پر ابھارا، اس کی تفصیل خود علامہ امرتسری مرحوم نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں پیش فرمائی ہے جسے ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

اہلحدیث

۲۶ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ استقبالیہ کانفرنس جمعیۃ العلماء امرتسر

امرتسر کو جمعیۃ العلماء ھند سے کیا نسبت ھے؟

برادرانِ اسلام! اسلام خدا کا سچا دین جملہ انسانوں کی ہدایت کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیا ہے۔ اس لئے انسانوں کو ان کی جملہ ضروریات میں ہدایت کرتا ہے۔
عقائد صحیح اور عبادات خالصہ سکھاتا ہے۔ اخلاق فاضلہ کے علاوہ سیاسیات کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اسی لئے خلافت راشدہ کے زمانہ میں یہ سب کام علماء اسلام کے ذمے ہوتے تھے۔ یعنی علماء وفقہاء ہی مفتی قاضی وغیرہ ہوتے تھے بلکہ وزرائے سلطنت اور افسران فوج بھی علماء ہی ہوتے تھے۔ ہندوستان میں جب ہر قسم کی تحریکات جاری ہوئیں تو سیاسیات نے بھی ظہور کیا۔ مذہبی طبقے میں ضرورت محسوس ہوئی کہ سیاسیات کو مذہبی رنگ میں دکھانے کے لئے علماء کی جماعت قائم ہونی چاہئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

جن دنوں وزیر ہند مارلے ہندوستان میں آئے تھے۔ جن کی یاد میں منٹو مارلے سکیم مشہور ہے۔ لکھنؤ میں علماء کی ایک مجلس حسب تحریک مولانا عبدالباری صاحب منعقد ہوئی۔ پنجاب سے مجھے بلایا گیا۔

مجلس مذکور میں تجویز پاس ہوئی کہ علماء کا وفد وزیر ہند کی خدمت میں مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پیش کرے۔ چنانچہ یہ وفد پیش ہوا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی مجلس علماء میں میں نے یہ تجویز پیش کی کہ سیاسیات میں مذہبی رہنمائی کرنے کے لئے علماء کی ایک جماعت ہمیشہ کے لئے منظم ہونی چاہئے۔ متواتر دو روز اس تجویز پر بحث ہوتی رہی۔ مگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد دہلی میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا۔ جس میں میں بھی شریک تھا۔ بعد فراغت خاص اصحاب کی مجلس میں میں نے یہ تحریک کی کہ ہمیشہ کے لئے علماء کی ایک جماعت منظم ہونی چاہئے۔ اس جلسہ میں مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ اور کئی ایک اصحاب میرے ہمراہ شریک تھے۔ انہوں نے میری تائید کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلماء کا ایک خام ساڈھانچہ تیار ہو گیا۔ جس کے صدر مولانا کفایت اللہ صاحب اور ناظم مولوی احمد سعید صاحب مقرر ہوئے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد امرت سر میں مسلم لیگ کا جلسہ ہونے والا تھا اسی امید پر میں ان دونوں صاحبوں کو جمعیۃ العلماء کی تحریک کامیاب بنانے کے لئے امرت سر آنے کی دعوت دے آیا۔ تاکہ امرت سر میں اعیان اسلام کی جمعیت العلماء میں شرکت کی جائے۔ اسلامیہ اسکول کی ایک کوٹھڑی میں ان دونوں صاحبوں کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ ان کے ساتھ تیسرا میں (داعی) ہوتا۔ یہ کوٹھڑی کیا تھی گویا غارِ ثور کا ایک نمونہ تھی۔ ہاں ان دونوں مقاموں میں امتیاز یہ تھا کہ وہاں دو پاک ہستیاں تشریف فرما تھیں اور یہاں دو تین گنہگار مغفرت کے امید وار بیٹھے تھے ــــــــــــــ

اس کے بعد جمعیت العلماء بفحوائے اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ایسی بڑھی کہ اس کا سایہ سارے ملک میں پھیل گیا۔ پشاور سے کلکتہ تک اس کے جلسے ہوتے رہے بڑے بڑے سیاسی دور میں اس نے رہنمائی کی جمعیت کی کارگزاریوں میں سے ایک کارگزاری بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ دہلی کے جلسہ میں میں نے تجویز پیش کی تھی کہ ....

کہ آئندہ حصول سوراج کے موقعہ پر مسلمانوں کو اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنا نظام شرعی قائم کر سکیں، یعنی ضروریات مذہبی اور قومی کیلئے مسلمانوں کی شرعی عدالتیں قائم کی جائیں۔ جو حسب قانون شریعت فیصلہ کیا کریں۔ اس ریزولیوشن پر بحث ہوتی رہی مگر بعض ممبران کی مخالفت کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔ مخالف ممبر بھی نیک نیت تھے۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد لاہور میں زیر صدارت مولانا ابو الکلام آزاد جمعیت کا جلسہ منعقد ہوا، میں نے یہ ریزولیوشن پھر پیش کیا۔ حُسنِ اتفاق سے میرے ہمرائے ممبران مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی وغیرہ بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔ ان کی تائید سے یہ ریزولیوشن پاس ہو کر بدستخط اخبار "الجمعیت" میں شائع ہوگیا۔ اس کے علاوہ وہ سیاسی فتویٰ بھی مشہور ہے جس پر جمعیت نے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ شہر امرتسر بھی قربانی دینے میں پیچھے نہیں رہا۔ خدا ان قربانیوں کو قبول کر کے ان میں برکت بخشے۔ الخ

ابو الوفا ثناء اللہ صدر مجلس استقبالیہ امرتسر (ملخصاً از اخبار اہلحدیث امرتسر ص۸۴ ۲۶ محرم ۱۳۶۱ھ)

یہ ہے جمعیۃ علماء کے قیام کی ابتدائی داستاں اس کی تائید سید طفیل احمد منگلوری بی اے علیگ کی مشہور کتاب "روح روشن مستقبل"، ص۸۴ سے بھی ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے جمعیۃ علماء ہند کے کارکنوں اور ذمہ داروں پر کہ وہ جب جمعیت کی تاریخ بیان کرنی شروع کرتے ہیں تو اہلحدیث کو بالکل فراموش کر جاتے ہیں اور جب جمعیت کی کاروائیاں اور روئیدادیں اخبارات وغیرہ میں شائع کرتے ہیں۔ ان میں علمائے اہلحدیث کا ذکر تک نہیں آتا۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ علمائے اہلحدیث جمعیت علماء کی خدمت گزاری، میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ بلکہ قربانیاں دینے میں پیش پیش رہے ہیں۔ پھر بھی ہر بات کا جوڑ دیوبند سے ملایا جاتا ہے، لہٰذا بریلویوں کا یہ کہنا صحیح ہو جاتا ہے کہ "جمعیت علماء دیوبندیوں کی جماعت ہے"۔

آج جمعیت علماء کا صرف نام باقی ہے۔ دینی و ملی و سیاسی حیثیت سے وہ اپنا وقار کھو چکی ہے، جس مقصد کے تحت اس کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس سے اس کو کچھ سروکار نہیں عوام و خواص میں اس کا وقار نہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی باا ثر و بارسوخ عالم نہیں جس کی اپنے اور پرائے سنتے اور مانتے اور قدر کرتے ہوں۔ مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم کی شخصیت ایسی جامع تھی کہ ان کی ذات سے جمعیت کا بھرم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم تھا اور اس کی پوچھ تھی جو کہتے تھے وہ سُنا جاتا تھا مولانا محمد عثمان[1] فارقلیط ؒ ایڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ اپنی ذاتی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔

فسادات اور ہنگاموں کی وجہ سے پورے ملک میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ دہلی میں فساد کا سلسلہ ۴ ستمبر سے شروع ہوا اور جب ۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو فتح پوری مسجد میں بم پھینکا گیا تو حالت اور خراب ہوگئی۔ پہاڑ گنج۔ قرولباغ اور سبزی منڈی وغیرہ کے علاقے مسلمانوں سے خالی ہو گئے۔ بڑی تعداد میں لوگ اپنے وطن کو خیرباد کہنے لگے۔ بلیماران احاطہ کالے خاں صاحب یا پھاٹک پنجابیان جیسے گنجان آباد والے علاقے خالی ہو گئے۔ اور گھروں کا سامان کوڑیوں کے مول فروخت کیا جانے لگا۔ اس میں فرنیچر، کراکری کا سامان اور برتن تک شامل تھے۔ عجیب افراتفری کا عالم تھا ہر شخص کو بھاگنے کی فکر تھی۔

مجاہدِ ملّت حضرت مولانا حفظ الرحمان جو اس وقت جمعیۃ علماء کے ناظم عمومی تھے دوسرے قومی ورکروں کی مدد سے مسلمانوں کو فساد زدہ علاقوں سے بہ حفاظت نکالنے کے لئے کوشاں تھے وہ تقریباً روزانہ مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو اور مولانا آزاد سے ملتے اور انہیں حالات سے باخبر کرتے۔ لیکن صورت حال سنبھالے نہ سنبھل رہی تھی کانگریسی دوستوں نے مشورہ دیا کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ہمایوں کا مقبرہ چلے جائیں جہاں ان کی پوری حفاظت کی جائے گی جمعیۃ علماء کے رہنماؤں نے اپنے ہمدرد کانگریسی دوستوں کا مشورہ یہ کہہ کر

---

[1] مولانا محمد عثمان فارقلیط کا انتقال ۱۲ مئی ۱۹۷۶ء کو ۷۹ سال کی عمر میں دہلی میں ہوا۔ ان کی وصیت کے مطابق آبائی قبرستان پلکھوہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسترد کر دیا کہ " ہم سوائے خدا کے کسی طاقت سے ڈرنے والے نہیں ہیں، ہم یہیں شہر میں رہیں گے اور اگر ضروری ہوا تو حق و انصاف کی خاطر اپنی جان قربان کر دیں گے۔

(جریدہ ترجمان دہلی ج ۱۲ شمارہ ۲۵ ص ۴)

حکیم صاحب مرحوم ہمیشہ جمعیۃ علماء ہند سے منسلک رہے اس کی ترقی کیلئے اخبار اہلحدیث میں اپیلیں شائع کرتے اس کی ممبر سازی خود کرتے یا مولانا محمد داؤد صاحب راز و مولوی محمد اسماعیل صاحب لاڈمکاوی کو بھیجتے۔ اس کی کارروائیوں اور میٹنگوں میں شرکت فرما کر مفید اور کار آمد مشورہ دیتے۔

اردو کانفرنس آپ اردو زبان کے کہنہ مشق انشا پرداز تھے اس کی ترقی کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ اس کو بام عروج پر پہنچانے کے لئے مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۸ء کو ایک عظیم الشان اردو کانفرنس شکراوہ میں منعقد کرائی۔ جس میں ہندو مسلمانوں کے علاوہ سرکاری ذمہ داروں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ آپ نے اس کانفرنس میں صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے ایک موثر اور جاندار خطبہ استقبالیہ پیش فرمایا۔ جس کا سامعین پر اچھا اثر ہوا عمائدین سرکار نے آپ کی کوششوں کو بہت سراہا اور تعاون کا یقین دلایا آپ نے خطبہ استقبالیہ میں حکومت پنجاب سے مندرجہ ذیل مطالبہ کیا۔

ہم حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ اردو زبان کو پنجاب میں سرکاری طور پر علاقائی زبان قرار دے اور مولانا (آزاد) کی یاد میں اردو زبان کی تعلیم کا پورا پورا انتظام کرے علاقہ میوات کے جن سکولوں میں اردو داں ماسٹر نہیں ہیں وہاں اس کمی کو پورا کیا جائے۔ اردو زبان کا نصاب مارکیٹ میں نہیں ہے۔ جس طرح سے حکومت نے ہندی اور پنجابی کے نصابہائے کو بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اردو کا نصابِ تعلیم بھی چھاپے۔ جسے بچے خرید کر پڑھ سکیں۔ یہ اتنی بڑی کمی ہے۔ کہ اس کے بغیر اردو کی گاڑی کا چلنا ہی مشکل ہے۔

(خطبہ استقبالیہ ص ۱۳)

آپ نے دار العلوم شکراوہ کے ذریعے اردو لکھنے اور پڑھنے والوں کی ایک جماعت تیار کردی۔ جو آج بھی اس کی خدمات میں مشغول ہیں۔

اخبار اہلحدیث کی نشأۃ ثانیہ

۴۷ء میں دہلی تباہ ہوئی پنجاب میں لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم ہوا۔ اکثر علماء پاکستان ہجرت کر گئے۔ صرف دو ہستیاں (استاذ مکرم حضرت مولانا قاری حافظ سید تقریظ[1] احمد صاحب سہسوانی و حضرت مولانا عبد السلام صاحب بستوی) ایسی

۱؎ استاد محترم حضرت مولانا قاری حافظ سید تقریظ احمد رحمہ اللہ کی ولادت ۱۹۰۲ء کو قصبہ سہسوان میں ہوئی، آپ عابد زاہد، عبادت گذار شب بیدار صوفی منش عالم باللہ تھے۔ دنیا و مافیہا سے بہت زیادہ بے رغبتی تھی۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ حدیث کا علم بلبل چمنستان حضرت مولانا محمد جوناگڈھیؒ اور بیہقی زماں حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی سے حاصل کیا، طب و حکمت طبیہ کالج دہلی میں جناب حکیم محمد اجمل خاں اور حکیم فرید احمد صاحب سے حاصل کی، فراغت کے بعد دہلی ہی کے ہو رہے، مدرسہ رشیدیہ مسجد اہلحدیث اجمیری دروازہ، جامع اعظم، اور مدرسہ سعیدیہ مسجد پل بنگش میں آپ نے مختلف اوقات میں درس تدریس کے فرائض انجام دیئے، ۱۹۴۷ء کے بعد مدرسہ ریاض العلوم دہلی میں للہ فی اللہ کافی عرصے تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے حافظہ غضب کا تھا، فرماتے تھے کہ درسی کتابوں کے تعلق سے حواشی وغیرہ جو کچھ اساتذہ سے سنے ہیں وہ اب تک زبانی یاد ہیں، جامعہ سلفیہ شکراوہ کے ممتحن خاص تھے، جب دہلی سے امتحان کے لئے تشریف لاتے تو بھادس اتر جاتے اور وہاں سے شکراوہ تک بارہ کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرتے۔ میں اکثر آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ نحو و صرف کی جملہ کتب کو دوران سفر زبانی اول سے آخر تک کہلوا دیتے۔ امتحان لیتے وقت امتحان سے زیادہ تعلیم و تعلم کا فریضہ انجام دیتے۔ میں نے اور مولوی اشیر الدین ←

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقی رہ گئیں جن پر سب کی نظریں مرکوز تھیں۔ اہلِ جماعت پر مایوسی کا عالم طاری تھا۔ اس مایوسی اور ناامیدی کو دُور کرنے اور جماعت کے اندر حیاتِ نو پیدا کرنے کے لئے دردمندانِ جماعت و ہمدردانِ ملت نے اخبارِ اہلحدیث کے دوبارہ جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ حکیم صاحب نے اخبار کی اِمداد کے لئے حافظ حمید اللہ سے ذکر کیا وہ فوراً تیار ہو گئے۔ اس کے بعد حافظ صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی۔ مولانا سیّد تقریظ احمد رحمہ اللہ عیادت کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ تو حافظ صاحب نے فرمایا اخبار جلدی جاری کیجئے اور مولانا حکیم عبدالشکور صاحب کو نائب ایڈیٹر مقرر کر دیجئے۔ میں پیسے آپ کے پاس بہت جلد بھیج دوں گا۔ چنانچہ حافظ صاحب نے سید صاحب کو پانچ سو۵۰۰ روپے ۱۵ر ستمبر ۵۰ء کو اور پانچ سو ۵۰۰ روپے ۲۲ر دسمبر ۵۰ء کو مولانا عبداللطیف سلفی دہلوی کی معرفت بھیج دیئے اور حافظ صاحب اخبار کی اِشاعت کی تمنا دِل میں لے کر ۲۷ر دسمبر کی شب میں جنت الفردوس کو تشریف لے گئے۔ سید صاحب اور حکیم صاحب نے بڑی جدّوجہد کے بعد اخبار اہلحدیث کا پرچہ بروز جمعرات ۲۳ر ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق یکم فروری ۱۹۵۱ء کو

صاحب نے آپ سے دہلی میں تفسیر جلالین اور گلستان کو پڑھا تھا۔ پڑھانے کا بہترین سلیقہ اور تجربہ حاصل تھا۔ آریہ سماج کے مشہور مناظر پنڈت رام چندر جی اکثر آپ کے پاس دفتر اخبار اہلحدیث باڑہ ہندو راؤ میں آتے اور کئی کئی گھنٹہ گفتگو جاری رہتی جس میں ہمیں بھی شرکت کا موقع ملتا۔ پنڈت جی اکثر شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تعریف کرتے اور کہتے کہ مولانا امرتسری جیسا بااخلاق اور خوش مزاج مناظر میں نے نہیں دیکھا۔ سید صاحب نے اخبار اہلحدیث کو دوبارہ دہلی سے جاری کیا اور ہمیشہ اس کے مدیرِ مسئول رہے۔ بیماری کے دوران سہسوان تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے مورخہ ۷ر شعبان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ر ستمبر ۱۹۷۱ء کو رات کے گیارہ بجے انتقال فرمایا، غفر اللہ لہٗ و جعل الجنۃ مثواہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شائع کیا۔ اور حکیم صاحب کی زیرِ ادارت برابر پابندی کیساتھ شائع ہوتا رہا۔ آپ نے اخبار کے ذریعے جماعت کے جمود و خمود کو دور کرنے کے لئے بہت سارے مضامین لکھے۔ اپیلیں شائع کیں۔ اداریے تحریر فرمائے۔ سوتوں کو جھنجھوڑا، خوابِ غفلت سے جگایا نئے نئے عنادین اور سرخیوں سے جماعت کے اندر روح پھونکنے کی کوشش کی جو اخبارات کی فائلوں میں آج بھی موجود ہیں ان میں سے ہم چند سرخیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

مَنْ انصارِیْ اِلَی اللّٰہِ، کانفرنس کو کامیاب بنائیے، علماء مخلصین کی خاص ضرورت، اہلحدیث کانفرنس اور ہم، بقائے جماعت کے اسباب، علمائے دیوبند اور اہلحدیث، تنظیمِ جماعت کا مسئلہ کس طرح حل ہو۔ اختلافات ختم کیجئے، تعمیرِ آزادیٔ وطن اہلحدیث نقطۂ نظر سے، ہندوستان میں مسلک عمل بالحدیث تاریخ کی روشنی میں، اس قسم کے عنوانات کے تحت سینکڑوں مضامین تحریر فرمائے جن کی وجہ سے ہندوپاک میں بیداری کی لہر دوڑ گئی، جس کے نتیجے میں مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کا چھبیسواں ۲۶ اجلاس عام نوگڈھ ضلع بستی میں بتواریخ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ نومبر ۱۹۶۱ء زیرِ صدارت حضرت العلام مولانا عبدالوہاب صاحب آروی رحمہ اللہ منعقد ہوا۔ اگرچہ مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس آپ کی وفات کے چند سال بعد مورخہ ۱۲ رجب ۱۳۸۳ھ ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء میں قائم ہوا مگر اس کے لئے فضا آپ ہی نے ہموار کی اور حقیقت میں اس کے قیام میں حکیم صاحب کی تحریروں اور کوششوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ آپ نے جماعتی ترقی کے لئے برِ صغیر کا سفر بھی کیا، ۲۷ اگست ۱۹۵۵ء کو پاکستان کے سفر پر روانہ ہوتے یہ سفر آپ کے لئے کوئی نیا نہیں تھا کیونکہ آپ کے کئی لڑکے لڑکیاں پہلے ہی سے وہاں مستقل رہائش اختیار کئے ہوئے تھے، پاکستان میں آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے۔ سب نے خوش ہوکر کہا کہ ہم سب سمجھتے تھے کہ اخبار اہلحدیث کا ایڈیٹر کوئی نوجوان ہے کیونکہ آپ کی تحریروں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوجوانوں کا سا جوش و خروش محسوس ہوتا تھا۔ آپ اردو کے کہنہ مشق اِنشا پرداز تھے۔ آپ اپنے طرزِ نگارش کے خود موجد تھے۔ اخبار نویسی اور تصنیف و تالیف کا اللہ تعالیٰ نے ذوقِ سلیم عطا فرمایا تھا۔ طرزِ نگارش بہت سادہ اور دِل کش تھا نامانوس الفاظ اور پیچیدہ عبارت سے اجتناب کرتے تھے۔ تحریر کا آپ کو ملکہ تامہ حاصل تھا۔ تحریر میں تاثیر و کشش اور جاذبیت ایسی تھی کہ قاری کے دِل میں گھر کر جاتی تھی۔ آپ کی تقریر دِلپذیر و بامقصد ہوا کرتی تھی۔ عید بقرہ عید اور جمعہ کا خطبہ آپ ہی دیا کرتے تھے۔ انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ بے حد تھا۔ سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے ضرور کچھ نہ کچھ دیتے۔ کتابوں کی خرید کے بے حد شوقین تھے انہیں کبھی بیچتے نہیں دیکھا۔ بلکہ دوسروں کو بقیمت ثواب دینے میں بڑے فیاض تھے۔ جس آدمی کو جس فن کا خیال کرتے اس کو اسی فن کی کتابیں مفت دے دیا کرتے۔ اکابر علماء کو ہمیشہ تحائف و ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ جن میں اکثر گھی ہوا کرتا تھا۔ لیکن خود بہت کم قبول کرتے تھے، ۱۹۴۷ء میں تمام اثاث البیت کتب خانہ، دواخانہ بلوائیوں نے نذرِ آتش کر دیا مگر کبھی کسی سے کچھ بھی نہ لیا۔ صرف حکیم حاجی عبد الحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ اور حاتم جماعت حافظ حمید اللہ صاحب کو آپ کے حالات کا علم ہوا تو ان دونوں حضرات نے دو دو سو کی رقم پیش فرمائی جس کو آپ نے بمشکل قبول فرمایا۔

بحث و مباحثہ سے نفرت تھی مگر جب ضرورت ہوتی تو احقاق حق کے لئے اس سے بھی دریغ نہ تھا۔ آریہ سماج اور چکڑالویوں اور قادیانیوں سے مناظرے کئے جن میں آپ فتحیاب ہوئے، ایک دفعہ مولانا عبد اللہ نومسلم مالپوری سے بمقام اونمرہ (میوات) سورہ فاتحہ پر تحریری مناظرہ طے ہوا مگر مالپوری صاحب تحریری مناظرے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ کیونکہ ان کو تحریر کا ملکہ نہ تھا۔ آخر آپ نے زبانی مناظرہ شروع کیا مگر اس کی پہلی ہی نشست میں احناف نے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزوری محسوس کر کے ہلڑ بازی شروع کر دی جس کی وجہ سے مناظرہ کو ادھورا اسی وقت ختم کر دیا گیا۔

فسادات ۱۹۴۷ء کے بعد آپ نے جامعہ سلفیہ میوات شکراوہ میں مستقل اقامت اختیار فرمائی۔ رات دن بچوں کو پڑھاتے۔ ان کی نگرانی کرتے ان کے خورونوش کا انتظام فرماتے۔ غریب و نادار طلباء کے اوڑھنے بچھونے اور لباس کا انتظام کرتے۔ رات کے وقت بچوں کی نگرانی کرتے کہ کون مطالعہ کر رہا ہے یا کھیل رہا ہے اگر کسی بچے کے پاس لحاف نہ ہوتا تو ان کو اپنا کمبل دے دیتے اور صبح لحاف کا بندوبست کرتے۔ رات کو بارہ بجے تک طلباء سے کتابیں سنتے اس وقت کے طلباء کو عربی عبارت پڑھنے کی مہارت آپ ہی کی توجہ سے حاصل ہوئی صبح کے وقت عربی طلباء کو طب و حکمت کا باقاعدہ درس دیتے اور ان کو عملی مشق بھی کراتے۔ ان کے ناشتے کا انتظام اپنی جیب خاص سے فرماتے۔ آپ نے انتہائی جدّوجہد سے علماء و فضلاء کی ایک بہت بڑی تعداد تیار کر دی۔ جو آپ کے بعد پیشۂ طبابت کے ساتھ بہترین جماعتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی تمام توجہ مدرسہ اور جماعت کے بقاو تحفّظ پر صرف کر دی اور تاحیات دینی خدمات لِوَجْہِ اللّٰہ انجام دیتے رہے۔ کبھی کوئی معاوضہ نہ لیا اور نہ کسی سے طلب کیا۔ دنیا و مافیہا سے بے رغبتی اور بے نیازی تھی۔ آپ پرانے تجربہ کار طبیب حاذِق تھے۔ چاہتے تو اس کے ذریعے بے انتہا دولت جمع کر لیتے۔ مگر آپ نے اس طرف ذرا بھی التفات نہ کیا۔ آپ سے میں نے اکثر کہتے ہوئے سنا۔ فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس کافی دولت جمع ہو جائے تو سب کو مدرسے پر خرچ کر دوں۔ اپنی صلبی اولاد کے مقابلے میں غریب اور لاوارث طلباء سے زیادہ محبت تھی۔ آپ کے صاحبزادے حکیم اجمل خاں رُوٹھ کر پاکستان چلے گئے۔ دو صاحبزادے پہلے ہی وہاں سکونت پذیر تھے۔ یہاں پر آپ اکیلے رہ گئے۔ جب کبھی آپ کے سامنے ان کا ذکر آتا تو بیساختہ فرماتے۔ جتنے بچے مدرسے میں پڑھ رہے ہیں یہ سب میرے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچے ہیں مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔

صحافت یوں تو آپ فراغت کے فوراً بعد میدان صحافت میں قدم رکھ چکے تھے۔ مگر اخبار آفتاب میوات کے ذریعے آپ کا شمار نامور صحافی اور ممتاز انشاپرداز کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اس عرصہ میں آپ نے متعدد مذہبی اور اصلاحی کتابیں فرمائیں۔ اور متعدد سیاسی اور مذہبی تنظیموں میں شامل ہو کر کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

۱۹۴۷ء کے بعد دارالعلوم شکراوہ میں اقامت پذیر ہو کر اپنے آپ کو صحافت کے لئے وقف کر دیا تصنیف و تالیف کے علاوہ اخبارات کے لئے مضامین لکھواتے۔ میں آپ کی خدمت میں اکثر حاضر رہتا آپ مضامین بولتے رہتے اور میں لکھتا رہتا۔ تذکرہ ثنائیہ کا اکثر حصہ میرے ہی قلم کا تحریر کردہ ہے۔ اسی دوران میں مزید تعلیم کی غرض سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ چلا گیا۔ اس وقت آپ مجھے برابر خطوط بھیجتے رہے جن میں تذکرہ ثنائیہ اور تذکرہ نذیریہ کے لئے مضامین تلاش کرنے اور بھیجنے کی ترغیب دلاتے۔ ایک خط میں اپنے عزم بالجزم کا اظہار فرما کر مجھے مضامین بھیجنے کی ترغیب دی ہے۔

باسمہٖ سبحانہٗ

۱۲ محرم الحرام عزیز گرامی میاں مولوی محمد اسرائیل صاحب۔ بارک اللہ فی علمک

بعد ہدیہ سلام مسنون!

آپ کا خط ملا حالات مندرجہ سے آگاہی پائی۔ ماشاء اللہ تم بڑے مقدر والے ہو اپنے ایمان و عمل سے اپنی تقدیر بنالی ہے۔ تذکرہ نذیریہ کی تسوید شروع ہو گئی۔ علماء کے جوابات تقریباً نفی میں سمجھئے، مرحبا کہتے ہیں، حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جس سے میرا کچھ مطلب نہیں بنتا۔ دیکھئے جو کچھ کرنا ہو گا وہ آپ ہی کو کرنا ہو گا تمہیں معلوم ہے کہ میں دُھن کا پکا ہوں۔ جب نیت بخیر ہے تو ضرور خدا نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برتر کی مدد میرے شاملِ حال ہوگی دیکھئے چند باتوں کی طرف توجہ دِلا رہا ہوں۔ ان کی فوری تعمیل کیجئے گا۔ اس لئے کہ ان کی فوری ضرورت ہے۔

(۱) حیاتِ شبلی میں سید صاحب کے نام ایک خط ہے۔ جس میں انہوں نے سرسید کی آمین بالجہر کا ذکر کیا ہے کتاب سے اس کی نقل بھیجدیجئے۔

(۲) محترمی مولانا سید عبدالحیؒ نے اپنی کتاب "الثقافة الاسلاميه في الهند" میں جو کچھ شیخ امرتسری ودہلوی کے متعلق لکھا ہو اسکی نقل بھی فوراً بھیج دیں۔

نیز جو مزید معلومات اس سلسلے میں ملیں ان سے دریغ نہ فرمائیں، آپ نے لکھا ہے کہ کتابیں نہیں۔ کتابوں کے نام تحریر فرمادیں۔ دیکھ بھال کر بھجوانیکی سعی کی جائے گی۔ آپ اپنی تعلیم میں لگے رہیں۔ دہلی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، سید[1] صاحب سے گفتگو کروں گا، یہاں پر سب سلام کہتے ہیں۔

فقط والسلام مع الاکرام

حکیم عبدالشکور، شکراوہ

تذکرہ ثنائیہ کی تسوید کے دوران بڑی پریشانیوں سے دوچار ہوئے اور اہلِ جماعت کی عدم توجہی پر ایک شکایتی خط مجھے اور مولانا عبدالرحمٰن ندوی کو تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از: حکیم عبدالشکور

مہتمم مدرسہ دارالعلوم شکراوہ

26-11-59 عزیز گرامی! میاں مولوی محمد اسرائیل و مولوی عبدالرحمٰن بارک اللہ فی اخلاصہما وعلمہما

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خط ہلاسب نے پڑھا اور سُنا اور حاضرین نے آپ کے شوق کی داد دی، معاملہ

---

[1] حضرت مولانا سید تقریظ احمد سہسوانیؒ مراد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ اس کتاب کے لکھنے کے لئے مجھ کو تم لوگوں نے آمادہ اور تیار کیا ہے، تم ہی غور کرو کہ اسّی سالہ بڈھا جو نہ لکھ سکے نہ پڑھ سکے نہ چل سکے نہ پھر سکے۔ بتلایئے ایسا آدمی کس مصرف کا ہوتا ہے تمہاری عقلی افتاد کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مجھے انشاپردازی کے لئے لکھنے والوں کی تلاش کرنی پڑ رہی ہے۔ یہاں لکھنے والا کوئی نہیں بعض دفعہ خطوط بھی شیخ صاحب[1] سے لکھواتا ہوں چنانچہ یہ خط بھی وہی لکھ رہے ہیں۔

میاں اکبر گاہے گاہے لکھنے بیٹھ جاتے ہیں پھر تعلیم میں ان کا وقت گذرتا ہے بتایئے تذکرہ کیسے لکھا جائے فائل[2] ساری تو نہیں ملی مگر میں سمجھتا ہوں کہ کسی قدر ضرورت پوری ہو جائے گی لکھنے والوں کی یہ شکایت خطرناک ہے کہ دو چار کے سوا ابھی تک کسی نے حالات واقعات، مکتوبات، مراسلات نہیں بھجوائے۔ مناظروں کی رپورٹ بھی مکمّل نہیں ملیں پچیس تیس کتابیں البتہ اس چیخ و پکار کے بعد ناقص یا کامل شکل میں ہمیں موصول ہو چکی ہیں۔ بہت سی ضروری کتابیں ابھی تک دستیاب نہ ہو سکیں۔ اس سال امتحان کے بعد آپ سارا وقت بشکراوہ گذاریں تو شاید مسودہ کی تکمیل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اخبار میں مضامین تذکرہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ سارے مضامین اخبار کی بھینٹ چڑھا دیئے جائیں مضامین کی نظر ثانی کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے، اصل مبیضہ آپ آن کر لکھیں گے جو مضامین شائع ہو رہے ہیں وہ محض نمونہ کا حکم رکھتے ہیں ان کی تبییض بھی دوبارہ کی جائے گی، آپ نے آج تک تذکرہ کی تجویز و تسوید کا خیر مقدم ابھی تک اخبار میں نہیں کیا۔ آپ سے زیادہ مجھے لکھنے کے

---

[1] شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ مراد ہیں۔

[2] اخبار اہلحدیث امرتسر کی فائل مراد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملے میں کون جان سکتا ہے۔ بہرحال تذکرہ کی تکمیل آپ پر منحصر ہے
میں اب صرف زبانی جمع خرچ کا آدمی ہوں۔ پھر مدرسہ کی ناداری اور
خانگی و مقامی پریشانیاں جدا میرے لئے سوہان روح بن رہی ہیں تاریخ
کشمیر و پونچھ میں شیخ کے گوت منٹو کا حال درج ہے۔ ملے تو اس کی
نقل بھیج دیجئے۔ تلاش درکار ہے۔ آپ لوگ علم کے ٹھکانے پر ہیں۔
تذکرہ کے مضامین کی تلاش اور جستجو جاری رکھیں شیخ کی زندگی
پر دوسروں کے تبصرے تلاش کر کے بھیجئے۔ اپنے دوستوں میں ہمارا
سلام پہنچا دیجئے۔ راقم الحروف[۱] بھی آپ ہر دو صاحبان کو سلام مسنون
پیش کرتا ہے۔ فقط۔

تذکرہ ثانیہ کی تکمیل کے بعد اسے چھپوانے کی فکر تھی اور مجھے نظر ثانی کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں دار العلوم ندوۃ العلماء سے آیا بھی نہ تھا کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور آپ نے صاحب فراش ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور آپ کے بعد تذکرہ اب تک زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکا۔ بلکہ اس کے ضائع ہونے کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

آپ سراپا اخلاص، ایثار و قربانی کے جذبہ سے سرشار، سلف صالحین کا نمونہ، بزرگوں کی یادگار اور متبع کتاب و سنّت تھے۔ آخرت کا فکر دامن گیر رہتا۔ جماعتی کاموں سے دِلچسپی آپ کی زندگی کا اصلی مقصد تھا، جماعتی تنزّل سے بہت کڑھتے اور اس کی ترقی کی تدبیریں سوچتے۔ میں تعلیمی اوقات کے علاوہ آپ کی خِدمت میں حاضر رہتا۔ آپ مضامین بولتے اور میں لکھتا رہتا۔ تذکرہ ثنائیہ اور اخبار اہلحدیث کے اکثر مضامین میرے ہی قلم کے لکھے ہوتے ہیں، آج بھی جب کبھی اس حجرے میں جاتا ہوں تو وہی سماں میری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے

[۱] شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار رح صاحب مراد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کی عبقریت و انفرادیت کا صمیم قلب سے قائل ہونا پڑتا ہے، اور زبانِ حال و قال سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ کی نظیر آنکھوں نے نہیں دیکھی۔

چھپے سنگ ریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ ملے ریت میں ریزۂ زر بھی ہیں کچھ

کُتب بینی و مطالعہ کے بے حد شوقین تھے۔ تاریخ اقوام و ملل پر گہری نظر تھی۔ لغت عربی و فارسی پر پوری دستگاہ حاصل تھی، جس میں آپ استناد کا درجہ رکھتے تھے۔

دوست احباب کا حلقہ بہت وسیع تھا علماء و صلحاء میں مولانا احمد اللہ پرتاپگڑھی مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا شرف الدین محدث دہلوی، مولانا محمد سورتی۔ مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڈھی، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، مولانا عبدالحکیم زیوری، مولانا عبداللطیف سلفی دہلوی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا ابومسعود قمر بنارسی، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ابوالکلام آزاد مولانا عبدالحنان علوی، مولانا سید تقریظ احمد سہسوانی، مولانا عبدالسلام بستوی، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل گجرانوالی۔ مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا عبدالوکیل مولانا صوفی نذیر احمد کاشمیری، قائد ملت حضرت مولانا عبدالوہاب آروی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہم اللہ سے بہت اچھے تعلقات تھے ادیبوں میں خواجہ حسن نظامی دہلوی سے بڑے اچھے مراسم اور ملاقات تھی۔ اطباء و حکماء میں حکیم محمد اجمل خاں د حکیم محمد الیاس و ڈاکٹر مختار احمد انصاری و مولانا حکیم عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ سے بہت گہرے مراسم تھے۔ رؤسا میں حاتم جماعت حافظ حمید اللہ رحمہ اللہ دہلی سے تو آپ کے اتنے گہرے اور قریبی تعلقات تھے کہ جب کہیں کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ ہی سے مشورہ لیتے اور آپ کے مشورہ پر عمل کرتے۔ اسی طرح حاجی فیاض الدین و حاجی عبدالکریم وغیرہ رؤسا دہلی سے بھی قریبی تعلقات تھے۔

آخرت کا فکر، دنیا سے بے رغبتی، جماعتی کاموں سے دلچسپی آپ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کا مقصود اصلی تھا۔ شعبان ۱۳۷۹ھ میں میں نے سرگزشت مجاہدین میوات پر لکھنے کی فرمائش کی تو آپ نے قبول فرمایا۔ آپ بولتے رہے اور میں لکھتا رہا۔ مگر یہ مضمون مکمل نہ ہوا علامہ نذیر احمد رحمانی مرحوم کے مطالبے پر جو حصہ مجاہدین بالاکوٹ سے تعلق رکھتا ہے میں نے اسے اخبار اہلحدیث دہلی میں شائع کر دیا جو اہلحدیث اور سیاست اور تاریخ میوچھتری میں شائع ہو چکا ہے۔

جب جامعہ سلفیہ شکراوہ کا سالانہ امتحان وجلسہ ہوتا تو آپ ہی عوام و خواص کے مرجع ہوتے۔ ہر شخص آپ سے مل کر مسرت وشادمانی محسوس کرتا۔ آج بھی آنکھیں اس اہم موقع پر آپ کو تلاش کرتی ہیں اور آپ کی عدم موجودگی پر بیساختہ زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے ؎

کیا خوب اچھا ہوتا ہوتے جو آج وہ بھی عبدالشکور نامی احسن البیان[1] والے

حکیم صاحب مرحوم صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کھانا اکثر سادہ ہوتا مگر اصلی گھی اس میں ضرور استعمال کرتے۔ اگر کوئی مہمان آجاتا تو اسے اپنے گھر سے منگوا کر بہترین کھانا کھلاتے۔ گھر کی عورتیں بھی ایسی مہمان نواز کہ اگر رات کے کسی حصہ میں کوئی مہمان آجاتا تو فوراً تازہ کھانا تیار کرتیں۔ بائیں کندھے میں اکثر درد کی شکایت کیا کرتے تھے۔ صحت بالکل ٹھیک تھی۔ تذکرہ ثنائیہ کی تصنیف وتالیف سے فارغ ہو کر تذکرہ نذیریہ کی تسوید وتبییض میں مشغول تھے کہ اچانک اوائل ستمبر میں آپ پر فالج کا اثر ہوا علاج معالجہ سے کچھ افاقہ محسوس ہوا۔ اور آپ نے کام شروع کر دیا۔ مجھے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

باسمہٖ سبحانہ

عزیز المحترم میاں محمد اسرائیل خاں صاحب سلمہٗ

۱۸ ستمبر ۱۹۶۰ء سلام مسنون!

عرصہ سے خیریت نہیں معلوم ہوئی کیا بات ہے جلد لکھو سخت تشویش ہے،

---

[1] احسن البیان فی تنقید الفرق والادیان حکیم صاحب کی ایک کتاب کا نام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں معلوم ہے کہ میں ایک عرصے سے مفلوج ہوں داہنا ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے۔ داہنے رُخ پر بھی سر سے پیر تک متاثر ہوا ہوں۔ بعض دفعہ پاؤں لڑکھڑانے لگتے ہیں۔ یوں کبر سنی کی وجہ سے ہمارے خاندان بھر میں اٹھ کر چلنے کے دو چار منٹ بعد دونوں پاؤں میں لڑکھڑاہٹ رہتی ہے۔ بعد میں نقل و حرکت کرنے سے وہ کیفیت جاتی رہتی ہے۔ تقریباً چار سال سے یہ کیفیت موجود رہی ہے۔ بڑے بھائی صاحب بھی اس سے متاثر تھے۔ اب فالج کی حالت بظاہر رو بصحت محسوس ہوتی ہے۔ دایاں جھونر گٹے سے انگلیوں تک بیکار سا ہے۔ لکھنا پڑھنا سب کچھ موقوف ہے دماغی توازن پر بھی چوتھائی اثر موجود ہے۔ دُعا کی ضرورت ہے علاج جاری ہے۔ اور دنوں کی نسبت باعتبار صحت کے آج اچھا ہوں درمیان میں نزلے کی شکایت بھی ہو گئی تھی۔

اچھا دیکھئے اب آپ کیا کر رہے ہیں تذکرہ نذیریہ کا کام بہت اہم ہے (اخبار) اہلحدیث میں ایک مضمون آیا ہے اسے پڑھتے وہ اچھے حال میں لکھا ہوا نہیں ہے اور مضامین کی فکر کیجئے۔ مولانا عبدالحئی اور نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جو آپس کی چپقلش ہیں ان کا کچھ تفصیلی حال ہمیں تحریر کیجئے۔ مجھے اس قسم کا مواد آج تک نہیں مل سکا میں اس کا بڑا متمنی ہوں، امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

مدرسے کی حالت بڑی غیر مطمئن ہے۔ اساتذہ کی ہمت پر سب کچھ موقوف ہے کام انشاء اللہ چلے گا، عبدالرحمٰن صاحب کچھ بیمار سے رہے تھے اب اچھے ہیں ذرا ان کو بھی سمجھا دیئے آب و ہوا کا بہانہ کرتے ہیں تعلیم خاطر خواہ ہو رہی ہے ایسا نہ ہو ان کے گاؤں والے ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راہ سے بے راہ کر دیں۔ مزاج میں تاثیر و تاثر کے انفعالی کوائف سے متاثر ہو جانا بدرجہ اتم موجود ہے۔ فصل اچھی ہے بارش اچھی ہے۔ شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے ہیں، باقی حالات بدستور ہیں۔

والسلام

حکیم عبدالشکور

اس کے بعد بیماری میں برابر اضافہ ہوتا رہا اور آپ دن بدن کمزور ہوتے رہے یہاں تک کہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۰ء کو دوپہر کے وقت فالج کا سخت حملہ ہوا اور آپ صاحب فراش ہو گئے کافی علاج کرایا گیا مگر خاطر خواہ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد شعبان ۱۳۸۰ھ میں تذکرہ نذیریہ کیلئے ضروری مواد لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ تمام پروگرام جو ذہن میں تھے وہ سب کے سب اس حادثہ فاجعہ کی نذر ہو گئے۔ کافی دیر تک سکتہ کے عالم میں بیٹھا رہا، حکیم صاحب مجھ سے بار بار مخاطب ہوتے تھے اور زبان سے کچھ کہنے کی کوشش کرتے تھے لیکن زبان پر فالج کا اثر شدید تھا اس لئے سمجھنے میں کافی دقت ہوتی تھی اکثر یہی فرماتے رہے۔

"مدرسے کا خیال رکھنا" "مدرسے کو سنبھالنا" "مدرسہ تمہارے سپرد ہے"

چھ ماہ بیس روز بیمار رہ کر یہ علم و عمل کا پیکر جماعت اہلحدیث کا خادم، قرآن و حدیث کا عاشق، قوم و جماعت کا غمخوار، تاریخ و لغت کا بحرِ بے کراں بروز منگل ۲ر ذوالقعدہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ر اپریل ۱۹۶۱ء صبح ساڑھے آٹھ بجے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملا۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہ وادخلہ الجنۃ۔

علم والے علم کا دریا بہا کر چل دیئے ۔۔۔ واعظانِ قوم سوتوں کو جگا کر چل دیئے
کچھ سخنور تھے کہ سحر اپنا دکھا کر چل دیئے ۔۔۔ کچھ مسیحا تھے کہ مُردوں کو جِلا کر چل دیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکیم صاحب نے اپنے پیچھے اولاد کثیر چھوڑی، بڑے صاحبزادے مولوی عبدالرشید صاحب اور کبیر احمد ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کر گئے، یہاں پر حکیم اجمل خاں صاحب ایڈیٹر مجلہ اہلحدیث آپ کے مشن کو جاری کئے ہوئے ہیں سب سے چھوٹے صاحبزادے ظفر اقبال طبابت پیشہ ہیں۔

تاریخی قطعات بر وفات حسرت آیات

عبدالشکور جب ہوئے رخصت تو رو دیئے
نوک قلم نے ہم کو بھی جذباتی لکھ دیا
ہم نے کہا قلم سے کچھ اوصاف کر بیاں
"ادیب کل مؤرخ میواتی" لکھ دیا
۱۳۸۰ھ

"تاریخ جہاں نمودی" مارا آشکارا کرد
نمی دانند زیر آسمان، میوان چہ بودند
۱۳۸۰ھ

ڈاکٹر محمد عیسٰے خاں انیس، تجارہ ضلع الور۔

تصنیفات

(۱) تاریخ میوات (۲) حالات میوان (۳) احسن البیان فی تنقید الفرق والادیان۔
(۴) عزت کی زندگی (۵) اصلاح میوات (۶) دہلی میں امام کاذب کا ظہور، مولانا عبدالوہاب صدری کا رد ہے۔
(۷) تاریخ میو چھتری (۸) تدوین حدیث (۹) کتاب التبلیغ، شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کی فرمائش پر لکھی گئی۔
(۱۰) کتابت حدیث (۱۱) تردید آریہ سماج (۱۲) براہین الہدیٰ فی وجوب الجمعۃ علی اہل القریٰ۔
(۱۳) تاریخ حقائق قدیم (۱۴) تذکرہ ثنائیہ (۱۵) تذکرہ نذیریہ صرف مقدمہ لکھا گیا تھا کہ آپ بیمار ہو گئے۔
(۱۶) سرگزشت مجاہدین میوات، یہ مختصر سا مقالہ بہت ہی لاجواب ہے، جو میری درخواست پر لکھوایا آپ بولتے رہے میں قلم بند کرتا رہا۔ اس کو میں آپ کی وفات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد اخبار اہلحدیث دہلی میں مولانا نذیر احمد املوی رحمانیؒ کے حکم سے شائع کرا چکا ہوں۔

(۱۷) کتاب دو اسلام کا جواب، اخبار اہلحدیث دہلی میں قسط وار مسلسل کئی سال تک شائع ہوتا رہا۔

(۱۸) مقام حدیث اور قرآن، اخبار اہلحدیث میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔

تذکرہ ثنائیہ کو آپ کے صاحبزادے حکیم محمد اجمل خاں صاحب نے حضرت مولانا مختار احمد ندوی حفظہ اللہ کو طباعت کے لئے دیا تھا جو زیر طبع ہے۔ ۱۴، اور ۱۵ کے علاوہ ساری کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

تلامذہ

یوں تو جتنے علماء و فضلاء جامعہ سلفیہ میوات (دار العلوم شکراوہ) سے فارغ ہوئے ہیں انہوں نے آپ سے پورا پورا فیض پایا ہے لیکن جن کی تعلیم و تربیت پر آپ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ اور طب و حکمت کی تعلیم سے نوازا۔ ان میں سے چند کے اسماء گرامی درج کرتے ہیں۔

(۱) مولوی محمد اسماعیل لاڈمکاوی۔
(۲) حکیم اجمل خاں (آپ کے صاحبزادے)
(۳) مولانا عبد الرحمٰن ندوی
(۴) مولانا اثیر الدین۔
(۵) یہ خاکسار راقم الحروف محمد اسرائیل ندوی سلفی
(۶) مولوی محمد ابراہیم ساکرس۔
(۷) مولوی محمد ابراہیم جھانڈہ۔
(۸) مولوی محمد الیاس شکراوہ
(۹) منشی حاجی محمد اسحاق، رہپوہ
(۱۰) محمد داؤد، نگلہ خروٹ
(۱۱) مولوی محمد اکبر خاں ساکرس۔
(۱۲) مولانا عبد الحمید جلالی صاحب جھانڈہ نے آپ سے طب و حکمت میں کافی استفادہ فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا نور محمد بھوپالی

مولانا نور محمد رحمہ اللہ کا مولد قصبہ بیواں تحصیل فیروزپور جھرکہ ضلع گوڑگانوہ ہے۔ آپ حسب ونسب کے اعتبار سے ڈیمروت پال سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید اپنے ہی گاؤں میں پڑھا۔ بھوپال کے آس پاس میں بہت سے میواتی آباد ہیں۔ جن سے یہاں کے لوگوں کے رشتے کے تعلقات تھے انھیں تعلقات کی بنا پر آپ بھوپال تشریف لے گئے۔ بھوپال میں ان دنوں والاجاہ نواب صدیق حسن خاںؒ کے فیض سے علم وحکمت کے چشمے اُبل رہے تھے۔ اور شیخ علامہ حسین عرب کے درسِ حدیث وتفسیر نے تشنگانِ علوم وفنون اور عاشقانِ کتاب وسنت کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ دوسری طرف دہلی میں مسندِ ولی اللٰہی کے جانشین امام نذیر حسین محدث دہلویؒ کے درسِ حدیث کا غلغلہ چار دانگ عالم میں مشہور ہو چکا تھا۔ دونوں معاہد کے فارغین سند واجازت کے شوق میں ایک دوسرے سے پورا پورا استفادہ فرما رہے تھے۔ آپ نے صرف، نحو، فارسی، عربی ادب، معانی، بیان، بدیع وغیرہ علوم وفنون کو مختلف اساتذہ سے حاصل کیا۔ آخر میں علامہ قاضی حسین بن محسن الیمانی (متوفی ۱۱ر جمادی الاخری ۱۳۲۷ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر تفاسیر اور صحاح ستہ کو تحقیق سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور طبؒ وحکمت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں پوری مہارت حاصل کر لی۔ پھر بھوپال ہی میں درس وتدریس پر مامور ہوئے اور وہاں پر شادی بھی کر لی۔ ایک عرصہ تک بھوپال میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے یہاں تک کہ ۱۸۹۰ء میں بھوپال کو چھوڑ کر میوات تشریف لے آئے اور اپنے قدیمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گاؤں "بیواں" میں سکونت اختیار کی۔ اس قصبہ میں آپ کے پختہ مکانات اور حویلی تھی۔ چونکہ آپ ایک عرصہ تک بھوپال میں رہے۔ اس لئے میوات میں مولانا بھوپالی کے نام سے شہرت پائی۔ استاذ مکرم حضرت مولانا حکیم عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ بچپن ہی میں بھوپال تشریف لے گئے تھے۔ وہیں تعلیم کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ میوات میں مولوی بھوپالی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ ایک قابل تجربہ کار طبیب بھی تھے۔ علمی استعداد، قابلیت اور ہوشیاری کمال درجہ کی تھی۔ لوہار، بڑھئی اور درزی کا کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۹۲۴ء میں ہوا۔

(تاریخ میو چھتری صفحہ ۳۸۹)

آپ نے پہاڑی اور بھوجاکہ کے درمیان جو جنگل منڈل کے نام سے مشہور ہے۔ اسے مہاراجہ بھرتپور سے پٹے پر لے لیا تھا۔ جو آپ کے زیرِ تحویل کافی عرصے تک رہا۔ آپ اس میں شکار کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے مختلف اوقات میں تین شادیاں کیں۔ جن سے دو لڑکے سراج الدین اور جمال الدین اور سات لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ وفات کے وقت وصیت کی کہ میری لڑکیوں کی شادی اہلِ حدیث گھرانوں میں کی جائے۔ ایک لڑکی حلیمن ہمارے گاؤں کے مشہور عالمِ دین مولانا عبدالحمید جلالی کے نکاح میں تھیں۔ دونوں لڑکے ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کر گئے جو موضع بڈھانہ تحصیل چونیاں ضلع قصور میں سکونت پذیر ہیں۔

(بروایت مولانا عبدالحمید جلالی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "